محمدیونکے مقابلہ سے عیسائیونکی گریز

جون ۹۴ء مین خاکسار کو فتحگڈہ جانیکا اتفاق ہوا۔ تو وہان خاکسار کی مجلس وعظ مین پادری فتح مسیح مشنری آئے اور بعض شکوک پیش کرکے ان کے جوابات شافیہ پاکر ساکت و منفعل ہوئے۔ اس انفعال کو دور کرنیکی غرض سے وہ اپنے بڑون سے مباحثہ کرنے کے خواستگار ہوئے۔ اون سے مراسلت ہوئی تو وہ بھی آخر ساکت ہوئے۔ اسباب مین جو مراسلت ہوئی ہے وہ ذیل مین بعنوان عیسائی و محمدی نقل کیجاتی ہے بقیہ مضمون عیسائیونکی باہمی جنگ پر اسلامی رائے آیندہ درج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

عیسائی

جناب مولوی محمد حسین ابو سعید صاحب!

آپ جب فتحگڈہ مین تشریف لائے تھے تو مسجد مین وعظ کرتے ہوئے آپنے فرمایا تھا کہ اسلام ہر طرح سے غالب ہے وغیرہ۔ میری عرض ہے کہ مسجدون اور گھرون مین بیٹھکر اسطرح کے نعرے مارنا بہت آسان ہے۔ اگر آپ کو اظہار حق کا کچھ پاس ہے اور سمجھتے ہین کہ قرآن حقیقتاً کلام الٰہی ہے۔ تو ذرا باہر میدان مین نکلکر اسکا ثبوت دیجئے۔ امرتسری مباحثہ کی بابت تو آپ خود ہی گواہی دیتے ہین۔ کہ مرزا قادیانی کو عیسایون کے مقابل اچھی جواب نہین دیئے۔ اور شکست کہا گیا ہے۔ علاوہ بریں آپ لوگ اسکو مسلمان بھی نہین سمجھتے۔ بس اب اگر آپ چاہین تو عیسائی آپ لوگون سے مباحثہ کرنیکو تیار ہین۔ آپ خود مقابل آوین یا اپنے مین سے کسیکو انتخاب کرکے مسیحون کے پیش کرین۔ علی ہذا القیاس۔ مسیحی لوگ اپنے مین سے کسیکو منتخب کرکے آپ لوگون کے پیش کرینگے۔ پس آپ کو اگر مباحثہ کرنا یا کرانا منظور ہو تو جلدی اطلاع فرماوین۔ بعد شرائط اور مکان مباحثہ برضامندی طرفین تجویز ہو جائیگا۔ اُمید ہے آپ مرزا قادیان کی طرح اِدہر اُدہر کی باتین بناکر مباحثہ کو ٹال نہ دین گے۔ اور یونہی لایعنی باتین پیش نہ کردین گے۔ (جیسے اکثر مرزا کرتا ہے۔) جنکا فیصلہ امر محال ہو۔ اور مباحثہ ملتوی ہو جائے۔ زیادہ سلام۔

آپکا نیازمند۔ فتح مسیح از فتحگڈہ تحصیل بٹالہ۔ ۲۲۔ جولائی ۱۸۹۴ء

محمدی

بٹالہ دفتر اشاعۃ السنۃ۔ ۲۵۔ جولائی نمبر ۵۱۴

مشفقی پادری فتح مسیح صاحب!۔ آپکا خط مورخہ ۲۲۔ جولائی ۱۸۹۴ء متضمن درخواست مباحثہ مین نے مسرت سے پڑھا۔ مین نے آپکی اس درخواست سے پہلے ہی پادریون سے مباحثہ کی درخواست اپنے رسالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مین درج کرکے چھاپ[1] دی ہے جسکا پروف ملاحظہ کے لئے مرسل ہے اور اس درخواست کے ساتھ مباحثہ تحریری کی بنا بھی قائم کردی ہے۔ یعنی الوہیت مسیح اور تثلیث پر اپنے رسالہ مین بحث شروع کردی ہے اس رسالہ کو دیکھکر اور اس بحث کو پڑھکر پادری صاحبونکی تسلی نہوئی۔ اور پھر بھی اون کی خواہش تقریری بحث کے لئے ہوئی تو وہ جس وقت بحث کی درخواست کرین گے مین اسکو منظور کرونگا اور شرائط سے اون کے اطلاع دونگا۔ چونکہ آپ حال ہی مین نئے پادری ہوئی ہے۔ اور آپ کو معلومات مذہبی اور تجارب انتظامی ہنوز کم ہین۔ اور اپنی سوسائیٹی مین آپکا ہنوز وہ اعتبار نہین ہے جو پرانے پادریون کا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ وہ درخواست مباحثہ صرف آپکی طرف سے نہو بلکہ کسی مشہور اور پرانے اور تجربہ کار پادری کی طرف سے ہو۔ گو آپ کا نام بھی اوسمین شامل رہے

آپکا خیر خواہ۔ ابو سعید محمد حسین۔

عیسائی

جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب!۔ آپکا خط مورخہ ۲۵ جولائی ملا۔ مشکور ہون۔ آپنے خوب کیا۔ کہ مباحثہ کی درخواست پادری صاحبان سے پہلے کردی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ۔ خداحق کی مدد فرماوے۔ آمین۔

آپ کا یہ فرمانا کہ مسیح لوگ آپ کی تحریری بحث کو پہلے پڑھین۔ اگر تسلی نہو تو پھر تقریری مباحثہ ہو۔ اس کے جواب مین یہ عرض ہے کہ تحریرین تو بہتیری دونون طرف سے دھری پڑی ہین۔ وہی پرانی سوال دوسرے الفاظ مین افراط تفریط سے ادا کئے جاتے ہین۔ اب زمانہ آگیا ہے کہ خداحق کو غالب کرے سو تقریری مباحثہ کی منظوری فرمائی۔ اور واضح ہو کہ مباحثہ کی درخواست میری ہی طرف سے آپ خیال نہ فرماوین۔ بلکہ جناب ڈاکٹر کلارک صاحب اور جناب ڈاکٹر پادری ہائٹ بریخٹ صاحب وغیرہ بزرگون کی طرف سے بھی ہین۔ ہم سب مسیح مدت سے دیکھ رہے ہین۔ کہ کوئی شخص محمدیون مین سے اُٹھے تاکہ محمدی مذہب کی حقیقت زیادہ کھل جاوے۔ شکر ہے کہ اپنے مباحثہ کی درخواست پہلے ہی کردی ہوئی ہے۔

اب مناسب ہے کہ اہل اسلام کی طرف سے دو چار معتبر شخص چنے جاوین۔ اور اسی طرح سے عیسائی صاحبان اپنے مین سے دو چار شخص چن لین اور باتفاق رائے طرز مباحثہ اور مکان اور تاریخ وغیرہ مقرر کئے جاوین۔ مسیحی دین کے بزرگون کی طرف سے دو چار شخص شرائط وغیرہ قائم کرنیکے لئے اور ایک

[1] دیکھو صفحہ ۲۱۲ نمبر ۷ جلد ۱۶

مباحثہ کرنیکے لئے منتخب کیا جاویگا - باقی جو آپنے میری نسبت لکہا ہے - کہ تم نئے پادری ہو ... اور اپنی سوسائیٹی مین بہی تمہارا وہ اعتبار نہین جو پرانے پادری کا ہے - ایسی باتون کا جواب دینے سے اس وقت مین اغماض کرتا ہون - اسلئے کہ مبادا گفتگو کا رُخ اور طرف پلٹ جاوے - صرف اتنا عرض کر دیتا ہون کہ آیندہ ایسی باتون سے آپ پرہیز کرین تو بہتر ہوگا - آپکا نیازمند - فتح مسیح - ۲۹ - جولائی ۱۸۹۴ء

نیز آپ اگر اجازت دین تو جو خطوط فیمابین مباحثہ کی بابت لکہے جاوین وہ چھپوائے جاوین خواہ اخبار مین - یا الگ - بندہ فتح مسیح -

محمدی

بٹالہ - ۳۱ - جولائی ۱۸۹۴ء نمبر ۵۳۲

مشفق پادری فتح مسیح صاحب ! - آپکا دوسرا خط مورخہ ۲۹ - جولائی ۱۸۹۴ء مین نے آج وصول کیا - اوس پہلے خط کی نسبت مجہے زیادہ مسرت حاصل ہوئی ہے کیونکہ اوسمین آپنے یہ تحریر کیا ہے کہ مباحثہ کی درخواست میری ہی طرف سے آپ خیال نفرماوین - بلکہ جناب ڈاکٹر کلارک صاحب اور جناب ڈاکٹر پادری وائیٹ بریچٹ صاحب وغیرہ بزرگون کی طرف سے سمجہین - مین بہی اسیکا خواہان تہا کہ مباحثہ ہو تو کسی ایسے شخص سے ہو جو نامی و مشہور تجربہ کار ہو - کسی نوآموز یا نئے پادری سے نہ ہو جسکی وجہ یہ ہے کہ نامی و تجربہ کار پادری کا انفلوئنس (رعب و اعتبار) قوم مین زیادہ ہوتا ہے - اور اسکا ساختہ پرداختہ قوم مین منظور کیا جاتا ہے - لہذا اس مباحثہ کا اثر تمام قوم پر پڑتا ہے - اور کسی نئے شخص اور نوآموز سے مباحثہ ہو تو اوسکا اثر قوم پر نہین پڑتا - قوم یہ کہہ دیتی ہے کہ وہ شخص بچہ تہا - نوآموز تہا - ناتجربہ کار تہا - لہذا اسکا الزام یا سکوت یا تسلیم قوم کا الزام یا سکوت تسلیم نہین ہوسکتی - اب جو آپنے یہ لکہا ہے کہ یہ درخواست مباحثہ پادری کلارک صاحب و پادری وائٹ بریچٹ صاحب کی جانب سے سمجہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور ان صاحبون نے اس درخواست مین آپکو اپنا نائب یا وکیل بنایا ہوگا - اور یہہ ہی میرا مدعا تہا - پہر مین اس سے کیون خوش نہ ہوتا - پس مین بڑی مسرت کے ساتھ آپکو اطلاع دیتا ہون کہ مجہے ان دونون صاحبون سے مباحثہ منظور ہے - اگر پادری وائٹ بریچٹ صاحب خواستگار و شائق مباحثہ ہین تو یہ مباحثہ بہت آسانی سے ہوسکتا ہے - مین اور وہ دونون ایک شہر مین رہتے ہین - لہذا وہ جیسے باوصف مشنری ہونے کے ایک دنیاوی میونسپل کمیٹی کے کام مین اپنی اوقات صرف کرتے ہین - ویسے ہی اس مذہبی کام مین جو اون کا اصلی فرض منصبی ہے وہ ہر روز

یا تیسرے دن یا ہفتہ مین ایکدن کا کوئی وقت مباحثہ مقرر کردین۔ اوسوقت ایکدن وہ خاکسار کے مکان پر آوین اور ایکدن مین اون کے مکان پر جاؤنگا۔ اسطور پر مہینون تک بلا تکلیف و بلا حرج مباحثہ جاری رہیگا۔ اور اسکا انجام اچھی طرح خوش اسلوبی اور سیری سے ہوگا۔ اور اگر ڈاکٹر کلارک صاحب خواستگار وشائق مباحثہ ہین تو بجاے ہر روز ہر ہفتہ یا ہر مہینے مین چار یا آٹھ دن وہ مقرر کر سکتے ہین جنمین نصف ایام مین امرتسر اونکی جگہہ مین پہونچونگا۔ اور نصف ایام اونکو بٹالہ مین آنا ہوگا۔ ہر جلسہ کے انتظام اس کا ذمہ دار وہ شخص ہوگا جسکے مکان پر جلسہ ہوگا۔ اور تعداد اشخاص طرفین مساوی ہوگی۔ سوال وجواب کی پہلے زبانی تقریر ہوگی۔ پہر جب باتفاق میجارٹی جواب مطابق سوال سمجہا جاویگا تب اوسکو دو کاتبون کے ذریعہ سے قلمبند کیا جاویگا۔ سابق جنگ مقدس امرتسر کیطرح یہ ہرگز نہوگا کہ جو کچھ کسی کے دلمین آوے لکہاتا چلا جاوے۔ اور خارج از مبحث و فضول باتون مین مصروف ہوکر بحث کو کہین سے کہین لے جاوے۔ اور فریقین کی اوقات کا خون ہوتا رہے۔ یہ شروط مباحثہ ہین۔ اب مبحوث عنہ کی تعین کی جاتی ہے۔ بحث توحید و تثلیث یا الوہیت مسیح اور کفارہ مین ہوگی اسی سے یہ بات ثابت ہوجاویگی کہ اس وقت خالص کتاب آسمانی اور حقانی قرآن مجید ہے جو توحید سکہاتا ہے اور اوس کفارہ کی نفی کرتا ہے۔ یا توریت و انجیل ہے جن سے عیسائی تثلیث یا الوہیت مسیح نکالتے ہین۔ اس بحث سے پہلے فریقین کو یہ اختیار ہوگا کہ چند اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ کی تمہید کرلیوین تاکہ اونہی اصول و علوم سے امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ کرین لیجئے۔ ہمنے شرائط بہی لکہدیئے۔ اور امور بحث بہی متعین کردیئے۔ اب آپ اون دونو صاحبون مین سے کسی صاحب سے منظوری بحث و شرائط تحریر کراکے براہ راست ارسال کرائین۔ اور کارروائی شروع کرادین مگر یہ یاد رہے کہ بجاے اون صاحبون کے آپ بذات خود جواب خط و منظوری بحث کی تکلیف نہ اوٹہاوین اور اگر اب بہی آپ ہی وکیل بنکر جواب خط منظوری بحث و تقرر شروط کے متصدی ہوئے تو اس طرف سے آپکی تحریر کا کوئی جواب نہ دیا جاویگا جسکی وجہ وہی ہے جو شروع خط مین بیان ہوئی ہے آخر خط مین جو آپنے خطوط چہپوانیکی اجازت چاہی ہے میری طرف سے آپ کو ان چارون خطون کی اشاعت کی اجازت ہے۔ مگر اس شرط سے کہ انپر اور کچہ نہ بڑہاوین اور نہ انپر حاشیہ لگاوین۔ اور اگر پادری صاحبان موصوف الصدر نے بحث کو منظور کرلیا تو پہر ان خطون مین خود بخود مباحثہ کا رنگ آجاویگا اور ضرور ان کو شائع کرنا پڑیگا۔ اور اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ ان چار خطون کے ساتھ پانچوان اپنا

جواب الجواب ملاکر اُنکو چھپوا دین اور اپنے آپ کو میرا مقابل مباحث بنا دین اور خاص اپنی ذات سے مباحثہ کی بنا قائم کرین تو میں اس اشاعت کی اجازت نہین دیتا کیونکہ مین آپکو مقابل و مباحث بنانا نہین چاہتا جسکی وجہ شروع خط مین بیان ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے آپ ناراض نہون کیونکہ وہ کمال نیک نیتی سے لکھی گئی تھی +

ابو سعید محمد حسین

عیسائی

مشفقی جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب! تسلیم۔ آپکا خط مورخہ ۳۱ جولائی ۱۸۹۲ء جو آپنے بنام پادری فتح مسیح صاحب بھیجا ہے بھو ملا اوسکے مطالعہ سے طبیعت شاد ہوئی خصوصاً اسبات سے کہ آپ جیسے بزرگ نامور عالم صرف تحقیق حق کیلئے انجیل اور قرآن مقابل رکھکر تصفیہ چاہتے ہین۔ مین نہایت خوشی سے آپکے اس مبارک پیام مناظرہ کو قبول کرتا ہون لیکن میری خیال مین بحث کو اتنا طول دینا کہ ہفتون اور مہینون تک ہوتی رہے فضول ہے اسلئے کہ اول تو کوئی معزز شخص ایسا عدیم الفرصت نہوگا جو اتنی لمبی بحث مین ہمیشہ شامل ہو سکے۔ اور دوسری یہ کہ جب آپ اور مین ہی یہ نہین چاہتا کہ سابق جنگ مقدس یا تحریر کی طرح نسانیت اور سوفسطائی سے کام لیا جائے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے کہ فریقین کبھی ادھر اور کبھی اُدھر آدین جادین بہتر ہو کہ مختصر سوال دو چار مقرر کئے جادین اور اُنکے جواب بھی عام فہم قطعی فیصلہ کر دیوے تحریر ہون جنکو دیکھکر علاوہ حاضرین اور لوگ بھی فائدہ اوٹھا سکین۔

مقام مباحثہ کے لئے آپ خود دو نام لکھین۔ بٹالہ اور امرتسر مین سے جو مقام آپ مفید عام جانین اور پسند کرین اوس سے اطلاع دین۔ میرے خیال مین تو امرتسر مناسب ہے۔ کیونکہ بڑی جگہ ہے۔ آیندہ جو آپکی رائے مبارک مین آئے اوس سے بندہ کو مطلع فرما دین۔ اور نیز یہ کہ شرائط کی تکمیل ہو جاوے۔ فقط والسلام۔

۷۔ اگست ۱۸۹۲ء دستخط انگریزی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک۔

محمدی

بٹالہ اشاعۃ السنۃ اوفس ۸۔ اگست ۹۲ء نمبر ۵۵۵

ڈیر ڈاکٹر صاحب! آپکا خط مورخہ ۷۔ اگست ۹۲ء مین نے مسرت سے پڑھا اگر آپ خیال کرتے ہین کہ یہ مباحثہ ایک دو روز مین طے ہو سکیگا تو بسم اللہ کیجئے بندہ حاضر ہے۔ (۲) مقام کی بابت آپ مجھو اختیار دے چکے ہین بٹالہ کو منتخب کرون خواہ امرتسر کو۔ لہذا مین بٹالہ کو ترجیح دیتا ہون۔ آپ جب چاہین غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما کر مباحثہ شروع کر دین۔ اور اگر زیادہ دن لگ گئے تو پہلے حسب مدعا خط سابق جہان آپ جائینگے آپکے مکان پر حاضر ہونگا انشاء اللہ

آپ جب قصد بٹالہ کرین اس سے تین چار روز پیشتر اطلاع دین تاکہ میرے احباب اہل لاہور و امرتسر بہی اس مجلس مین شریک ہوسکین۔ اور اگر میرے امرتسری دوستون نے مجھے امرتسر مین آنے پر مجبور کیا تو مین آپ کو اس تبدیلی سے اطلاع دونگا۔ انشاء اللہ تعالے (۳) شرائط کی مین تو خط سابق مین تکمیل کر چکا ہون آپ اوسمین کچھہ بڑہانا چاہتے ہین تو اس سے اطلاع دین۔ (۴) آپکے خط سے یہ معلوم نہ ہوا کہ مباحثہ کے لئے آپ منتخب ہونگے؟ یا پادری وائٹ بریچٹ صاحب؟ جو صاحب ہون اون کا ساختہ پرداختہ دوسرے صاحب کو منظور کرنا ہوگا۔ (۵) چونکہ پادر فتح مسیح صاحب نے آپ دونو صاحبون کی طرف سے شوق مباحثہ ظاہر کیا تہا۔ اور مین نے بھی آپ ہی دونو صاحبون سے مباحثہ منظور کیا ہے۔ لہذا امید ہے کہ اب اسکا خلاف نہوگا۔ اور کوئی اور صاحب اس مباحثہ کے لئے منتخب نہونگے۔ ہان جنکو آپ دونو صاحب اپنے سے بڑھکر اہل علم و تجربہ کار اور قوم مین ذی اعتبار سمجھکر اسکا ساختہ پرداختہ منظور کرلین گے وہ صاحب بہی آپکی جگہہ منتخب ہوسکتے ہین۔

آپکا خیر خواہ۔ ابو سعید محمد حسین۔ ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ

عیسائی

مشفقی جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلامت! بعد سلام کے واضح راے روشن ہو کہ آپکا خط مورخہ ۸۔ اگست ملا۔ چونکہ یہان اندنون مین بخار کا سخت غلبہ ہے بباعث کثرت کار کم فرصتی مین خط مذکورہ کے جواب دینے سے قاصر رہا۔ امید ہے کہ آپ معاف فرمائینگے۔ کمال خوشی کی بات ہے کہ آپ مناظرہ کے لئے بالکل تیار ہین۔ مکان مناظرہ کی بابت ہمنے شریفانہ طور پر آپکو تحریر کیا تہا کہ امرتسر ہر صورت سے بہتر ہے۔ آپکو اختیار نہین دیا گیا تہا کہ آپ قطعی جو چاہتے ہین سو کرین۔ آپ میرے خط کا ملاحظہ فرمادین۔ مین پہر عرض کرتا ہون کہ امرتسر بہتر ہے۔ یہان زیادہ مفید عام ہوگا۔ مناظرہ کی بابت واضح ہو کہ آپکو محمدیت کی صداقت ظاہر کرنی منظور ہے۔ اور برعکس اسکے ہمین مسیحیت کی صداقت۔ لہذا کوئی ہمارا ذاتی جہگڑا یا کام نہین۔ اظہار حق سے تعلق ہے۔ نہ کسی خاص شخص سے ہے۔ چونکہ اہل اسلام کی طرف سے آپ موجود ہین یا جسکو آپ چاہین آپ پیش کرسکتے ہین۔ نیز از جانب مسیحیان مین جسکو مناسب سمجھون پیش کرونگا۔ یا خود پیش ہوجاؤن گا۔ اور اگر کسیکو پیش کرون خاطر جمع رکہئے کوئی لائق ہی ہوگا۔ امید ہے کہ اس بات کو آپ قبول فرمادین گے۔ کہ ایسے مبارک موقع پر اپنے شان کے خواہان نہین۔ مگر راستی اور صدق دل سے اللہ تعالے کی صداقتون کا اظہار چاہتے ہین۔ دیگر عرض یہ ہے کہ اب خط و کتابت کو طول دینے سے چندان فائدہ نہین ہے۔ مین اپنی طرف

سے ڈاکٹر فخرالدین لاہر صاحب میڈیکل مشن امرتسر اور منیز بادری فتح محمد صاحب فتحگڈھ کو ایلچی مقرر کرتا ہون اور اسی طرح آپ بھی جس کیکو چاہتے ہین مقرر کیجئے۔ تاکہ باہمی اتفاق سے شرائط مباحثہ قرار پائین۔ اور جو شرائط تجویز کی جاتی ہین۔ وہ آپکی اور میری منظوری کے لئے پیش ہوئین۔ تاکہ اگر ہم کسی قسم کی ترمیم کرنا چاہین تو کرسکین۔ اور بعد اس نظرثانی اور ہمارے دستخط منظوری کے شرائط مذکورہ بختہ جانین جائینگی اور اون کے موجب مناظرہ ہوگا۔ اور جب شرائط تجویز کئے جاتے ہین۔ تو جس کسی نے ہمارے طرف سے پیش ہونا ہے خواہ مین خواہ کوئی دیگر انکا نام لکھا دیا جائیگا۔ اب شرائطون کی آپ جلد تدارک فرماوے۔ فقط زیادہ سلام۔ ۲۸۔ اگست۔ دستخط انگریزی۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک۔

محمدی

اشاعۃ السنۃ آوفس۔ بٹالہ ۲۹۔ اگست ۱۸۹۴ء نمبر ۶۰۶

عنایت فرماے سن ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک صاحب! آپکا خط مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۸۹۴ء مین نے تعجب اور مایوسی کے ساتھ پڑھا۔ (۱) تعجب کی ایک وجہ یہ ہی کہ آپ اپنے خط مورخہ ۷ اگست ۱۸۹۴ء مین صاف تحریر کر چکے ہین "مقام مباحثہ کے لئے آپ خود دو نامون بٹالہ اور امرتسر مین سے جو مقام مفید عام جانین اور پسند کرین اس سے اطلاع فرماوین۔ میرے خیال مین تو امرتسر مناسب ہے کیونکہ بڑی جگہ ہے۔ آئندہ جو آپکی رائے مبارک مین آوے اوس سے بندہ کو مطلع فرماوین" اب آپ خط ۲۸ اگست ۱۸۹۴ء لکھتے ہین کہ "مکان کی بابت مین نے شریفانہ طور پر آپکو تحریر کیا تھا کہ امرتسر ہر صورت سے بہتر ہے آپکو اختیار نہین دیا گیا تھا کہ آپ قطعی جو چاہتے ہین سو کرین"۔

میرے نزدیک آپکی یہ تحریر۔ تحریر سابق کے برخلاف ہے۔ سابق تحریر مین آپنے تعین مکان کی نسبت اپنی راے ظاہر کرکے آیندہ شریفانہ طور پر مجھے اختیار انتخاب دیا تھا۔ جب کسی کو اپنی راے کے برخلاف کسی کی بات مان لینی منظور ہوتی ہے تو اوس وقت شریفانہ محاورہ سے وہ یون کہتا ہے کہ فلان امر مین میری راے تو ایسی ہے مگر آیندہ جو راے آپکی ہو اوس سے اطلاع دین جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ اوس راے کی تسلیم کرنے کو مین حاضر ہون صرف آپکی اطلاع دہی کا منتظر ہون۔ اب آپ اس اختیار دینے سے انکار کرتے ہین۔ اگر آپ کو اس محاورہ کے معنے تسلیم کرنے مین تامل ہو تو آپ اصل مباحثہ سے پہلے اسی امر کو طے کرلین۔ اور اہل اسلام سے اسکا تصفیہ کرائین۔ خاص کسی شخص یا اشخاص کو منصف بنائین۔ یا اس سوال کو اخبارین چھپوا کر اسپر پبلک کی راے حاصل کرین۔

ہر چند یہ امر اصل بحث مقصود سے چندان تعلق نہین رکھتا۔ مگر جب ہمارے فہم ایسے بڑے الفاظ کے

معانی سمجھنے مین اسقدر اختلاف کرین اور ایک فریق دہوکہا کہا جاوے تو ہمارے لئے ضرور ہے کہ ہم اپنے فہمونکا ایگزیبیشن کرائین۔ تاکہ ہم آیندہ مباحث مقصودہ مین غلطی نہ کہاوین۔ (۳) دوسری وجہ تعجب یہ ہے کہ مین اپنے خط نمبری ۵۳۲ مین اپنی شرائط کی تفصیل کرکے خط نمبری ۵۵۵ کے فقرہ نمبر ۳ مین صاف لکہہ چکا ہون کہ "شرائط کی مین تو خط سابق مین تکمیل کرچکا ہون۔ آپ اونمین کچھ بڑہانا چاہتے ہین تو اس سے اطلاع دین"

اس کے جواب مین آپنے نہ تو ہماری شرائط پر کوئی نکتہ چینی کی نہ اپنی شرائط کی اطلاع دی۔ اور تصفیہ شرائط کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنی چاہیئے۔

ایصاحب! اگر آپکو ہماری شرائط کو قبول کرنے مین کوئی عذر تھا تو پہلے اسکو پیش کرتے۔ اور اگر اپنی طرف سے شرائط بڑہانا منظور تھا تو پہلے اون شرائط سے اطلاع دیتے۔ پہر جب مین اوس عذر کو نہ مانتا یا اون شرائط کے تسلیم سے انکار کرتا۔ تو آپ تصفیہ کیلئے کمیٹی مقرر کرتے۔ بلا بیان عذر و شرائط آپنے یہ سوال پیش کیا ہے تو میری طرف سے اسکا یہی جواب ہے کہ یہ سوال قبل از وقت ہے۔ (۴) تیسری وجہ تعجب یہ ہے کہ مین نے اپنے خط نمبر ۵۵۵ کے فقرہ نمبر ۳ حسب منشا خط پادری فتح مسیح مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۴ء صاف لکہدیا تھا کہ "مباحثہ مین آپ خود پیش ہوسکتے ہین یا پادری وائٹ بریچٹ صاحب اگر تیسرے صاحب پیش ہونگے تو وہ اس شرط سے پیش ہوسکین گے کہ آپ دونو صاحب اونکو علم و تجربہ و اعتبار مین اپنے سے بڑہکر سمجہین اور اونکا ساختہ پرداختہ منظور کرلین۔ آپنے میری اس شرط کو نام آوری اور شان خواہی و عزت طلبی پر مبنی سمجہا۔ اور اسکے جواب مین یہ لکہدیا کہ جسکو ہم مناسب سمجہین گے ہم پیش کرین گے۔ جسکو آپ چاہین آپ پیش کرین۔

اے صاحب! نام آوری و جاہ طلبی کے خیال کو اسلام نے ریا قرار دیکر شرک ٹہرایا ہے۔ ہمارے نبی علیہ السلام کا قول ہے ان یسیر الریا شرک[۵۱] ہمارا مقصود اوس شرط سے صرف یہ ہے (چنانچہ خط نمبری ۵۳۲ مین ہم ظاہر کرچکے ہین۔) کہ لائق اشخاص کا قوم پر اثر پڑتا ہے۔ اور انکا ساختہ پرداختہ تسلیم کیا جاتا ہے اور یہ کام ہر ایک کا نہین ہے لہذا اب بہی مین وہی شرط پیش کرتا ہون اور آپکو اطلاع دیتا ہون کہ اگر آپ خاص مجہسے مباحثہ چاہین تو آپ اوس شرط کو مان لین۔ اور اگر آپ بلا پابندی شرط مذکور کسیکو پیش کرینگے تو ادہر سے بہی کوئی ایسا ہی پیش کیا جائیگا۔ آپ قبل از مباحثہ مباحثہ کرنیوالہ کا نام لین تاکہ اسطرف سے بہی ویسا ہی مباحث مقرر کیا جاوے۔ (۵) چوتھی وجہ تعجب یہ ہے کہ مین نے اپنے خط نمبری ۵۳۲ مین مبحث کی تعین کردی ہے کہ بحث توحید تثلیث یا الوہیت مسیح و کفارہ مین ہوگی اور اسی سے یہ بات ثابت ہوجاویگی کہ اس وقت خالص کتاب آسمانی اور حقانی قرآن

[۵۱] ترجمہ تہوڑی سی نمائش بہی شرک ہے۔

مجید ہے جو توحید سکہاتا ہے اور کفارہ کی نفی کرتا ہے - یا توریت و انجیل جنسے عیسائی تثلیث و الوہیت مسیح و کفارہ نکالتے ہین -

اسکے مقابلہ مین آپ مجمل صداقت محمدیت و عیسائیت کو محل بحث ٹہراتے ہین - اور بحث کو عام کرنا چاہتے ہین - ایصاحب! بحث خاص ان ہی مسائل مین ہوگی جبتک انکا تصفیہ نہوگا کوئی اور بحث شروع نہوگی - (۶) مایوسی کی وجوہات بہی یہ ہی وجوہات ہین جبان مبادی مین آپکی طرف سے ایسے عذرات پیش ہو رہے ہین جو اصل مبحث مقصود کے مانع و مزاحم ہین اور وہ ہماری جائز شروط کو پورا نہین ہونے دیتے - تو پہر آپکی طرف سے اصل بحث کے وقوع کی کب امید ہو سکتی ہے - ہماری طرف سے مستعدی اور طیاری کو تو آپ اپنے خطون مین مان چکے اور اسپر خوشی ظاہر کر چکے ہین - لہذا اب آپ نہین کہہ سکتے کہ التواے بحث آپکی طرف سے ہے -

آپکا خیر خواہ - ابو سعید محمد حسین

عیسائی

کرمفرماے بندہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب! بعد سلام کے واضح رائے شریف ہو کہ آپکا خط مورخہ ۲۹ اگست ۹۹۴ء تعجب اور مایوسی سے بہرا ہوا مجہے ملا - آپکا تعجب اور مایوسی دیکہکر مجہے تعجب ہوا - آپ لفظ شریفانہ سے ایسے پریشان ہوئے کہ قبل از مباحثہ اسکا تصفیہ ہونا ضروری سمجہا اور وہ بہی بذریعہ اخبارات - تو پہر مجہے حیرت ہے کہ شہرت و نام آوری (جسکا آپنے اپنے خط مین انکار کیا) کسکو کہتے ہین -

خیر جب آپ خود مقر ہین کہ یہ امر بحث سے چندان تعلق نہین رکہتا تو میرے خیال مین بہتر ہے کہ اس لفظی نزاع کی طرف آیندہ توجہ نکیجاوے جو میری نیت و مراد ان لفظون سے تہی مین نے صاف باطنی سے آپ پر ظاہر کردی - خیال رکہئے کہ یہ مباحثہ ہی نہ آپنے میرا کوئی احسان مانتا ہے اور نہ مین نے آپکا ممکن نہین کہ مین آپ کو یکطرفہ اختیار دیتا کہ آپ جو چاہین سو کرین - سب سے پہلے مرضی آپکی یہ ہے کہ مناظرہ مین آپکے بالمقابل مین پیش ہون یا پادری وائٹ بریچٹ صاحب سو جناب من مین خود حاضر ہون آپ مطلع رہین - آپکی جانب سے سوال توحید - و تثلیث - و الوہیت مسیح و کفارہ مین ہونگے لیکن یہ آپ کیا فرماتے ہین کہ اور کسی بارہ مین بحث نہوگی کیا مین قرآن و محمدیت پر سوال کرنیکا حق نہین رکہتا ہون ؟

آپ سے مخفی نہوگا کہ مباحثہ مین فریقین کو اختیار سوال و جواب ہوتا ہے آپ قصداً یا سہواً اسکو فراموش نفرمائین

پادری فتح محمد صاحب سے جو آپکی خط و کتابت ہوئی ہے اوس سے اب کچھ واسطہ نہین اب آپ مجھ سے غرض و واسطہ رکھین۔ کمیٹی تصفیہ شرائط کے لئے اسواسطے بھیجنی مناسب سمجھی گئی ہے کہ ان کاغذی گھوڑون سے فیصلہ ہونا دشوار ہے کمیٹی سے سہولیت و آسانی ہے۔ اپنے سفیرون کی معرفت جس قسم کا آپ انتظام چاہین ظاہر کر سکتے ہین نیز ہم بھی ایسا ہی کرین گے جو قواعد وہ ٹہرالین بعد نظر ثانی اور آپکے اور میرے دستخط ہونے پر وہ پختہ سمجھے جائینگے اور اونہین قواعد کے بموجب مناظرہ ہوگا۔ اب انہین کی دیری ہے کیونکہ جبتک شرائط مقرر نہون مباحثہ بھی بیفائدہ ہے ہر امر کے لئے پابندی قواعد ضروری ہے

مقام مباحثہ اگر آپ امرتسر پسند نہین کرتے تو اتنا تو ضرور کرنا ہوگا کہ جو دن میرے سوال کرنیکے ہین وہ آپ امرتسر مین تشریف لاکر گذارین۔ اور جو دن میرے جواب دینے کے مقرر ہون۔ وہ مین آپکے شہر بٹالہ مین بسر کرون لیکن انمین خلق اللہ کو ناحق تکلیف ہوگی۔ بہتر تو یہ ہے کہ بالکل مناظرہ امرتسر ہی مین ہو نہ معلوم کہ ایک صدر اور عالیشان مقام کو چھوڑ کر ایک گوشہ اختیار کرنے سے آپکی کیا غرض ہے۔ غالباً مناظرہ کے شائق محمدی و عیسائی جماعت امرتسر ہی کو ترجیح دے فقط والسلام۔ ۳۱۔ اگست ۱۸۹۴ء

دستخط انگریزی۔ ہنری مارٹن کلارک۔

محمدی

اشاعۃ السنۃ اوفس۔ بٹالہ ضلع گورداسپور۔ ۴۔ ستمبر ۱۸۹۴ء نمبر ۶۱۲

آپکا خط مورخہ ۳۱۔ اگست ۹۴ء مینے دوسری ستمبر کو ۴ بجے کے قریب ایسے وقت مین پایا جو میرا ہوا خوری کا وقت تہا تیسری کو مین بیمار رہا اسلئے جواب مین ایک روز کا توقف ہوا۔ (۲) آپکے اس خط نے میرے تعجب کو بڑہایا۔ اور مایوسی کو زیادہ کیا۔ (۳) مین اس خط کے ایسے فقرات سے کہ آپکے لفظ شریفانہ سے پریشان ہون شہرت و نام آوری کسکو کہتے ہین۔ وغیرہ وغیرہ سے چشم پوشی کرتا ہون تاکہ اصل مطلب سے دور نہ پڑ جاؤن۔ مگر اسقدر کہنا ضروری سمجھتا ہون کہ آیندہ آپ ایسی باتون سے قلم کو روکین۔ آپ یورپین ہین ایشیائی محاورہ مین یہ الفاظ موہم و رنج خیز ہین ایشیائی مخاطبون سے اون کے محاورہ کے موافق خطاب مناسب ہے۔

(۴) آپ کہتے ہین کہ کیا مین قرآن و محمدیت پر سوال کرنیکا حق نہین رکھتا۔

اے صاحب کون کہتا ہے کہ آپ سوال کا حق نہین رکھتے۔ بیشک رکھتے ہین۔ مگر اونہین تین مسائل مندرجہ خطوط سابق مین بلکہ از انجملہ صرف اس ایک مسئلہ کے دائرہ کے اندر کہ مسیح خدا یا ثالث ثلثہ

(ون اوف تہری ایکل گاڈز) ہے یا نہین۔ اسے ایک مسئلہ مین محمدی عیسائی پر یہ سوال کرسکتا ہے کہ تمہاری انجیل مین مسیح کو خدا یا ثالث ثلثہ کہا گیا ہے۔ اسلئے وہ انجیل بنامہ خدا کا کلام نہین ہوسکتی۔ اور عیسائی مسلمان پر یہہ سوال کرسکتا ہے کہ تمہارے قرآن مین اس مسئلہ کی نفی کیگئی ہے۔ اسلئے عیسائیون کو اسکے کلام خدا ہونے مین تامل ہے۔ اب آپکو اختیار ہے کہ خود سائل بنین اور مجہہ سے اسکا جواب لین۔ اور اس امر کا ثبوت طلب کرین کہ قرآن اس مسئلہ کی نفی کرتا ہے۔ پہر وہ کلام خدا کیونکر ہوسکتا ہے یا مجہے سائل بننے کی اجازت دین اور خود مجیب بنین۔ اور یہ ثابت کرین کہ جو انجیل یہ مسئلہ سکہاتی ہے وہ کلام الٰہی کیونکر ہوسکتی ہے۔

وازآنجاکہ یہہ مسئلہ اپنے ایک ایک شق نفی یا اثبات کے ساتھ دونو مذہب محمدیت و عیسائیت مین اصل اصول مانا جاتا ہے۔ محمدیت نفی کو اصل اصول تسلیم کرتی ہے۔ عیسائیت اثبات کو لہذا اسی ایک مسئلہ تحقیق سے کس و ناکس کو جو فہم و انصاف رکہتا ہوگا واضح ہوجائیگا۔ کہ مذہب حق کونسا ہے محمدیت یا عیسائیت۔ اور خالص کتاب آسمانی کونسی ہے۔ قرآن یا انجیل۔ پہر معلوم نہین کہ آپ قصداً یا خطاءً اس امر پر کیون اصرار فرماتے ہین کہ فریقین کو سوال و جواب کا عام اختیار ہوگا۔

ایصاحب آپ اس اصرار کو واپس لین۔ یہ اختیار کسیکو نہوگا۔ اور ہرگز نہوگا صرف ایک ہی مسئلہ مین مباحثہ ہوگا ہان یہ مسئلہ طے ہوجائیگا تو اس کی تکمیل و توضیح کے لئے اسکی فروعات مین بہی مباحثہ ہوسکیگا۔ (۵) آپ فرماتے ہین پادری فتح محمد (فتح مسیح مراد ہے) سے جو آپکی خط و کتابت ہوئی ہے اس سے اب کچہ واسطہ نہین۔ اب آپ مجہہ سے عرض و واسطہ رکہین۔ اس سے آپکی شاید یہ مراد ہے کہ خاکسار کے خط نمبری ۵۳۲ مین جو تعیین مبحث ہوچکی ہے وہ منسوخ ہوجائے۔

ایصاحب! اس خط کو آپنے رسیو کیا اور اوسکی مندرجہ مضمون و پیغام کو قبول کرکے اوسپر خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہہ تعیین مبحث آپکو منظور نہوتے تو اوس خط کے جواب مین آپ صاف فرماتے ہمکو یہ تعیین منظور نہین۔ آپنے ایسا نہین فرمایا اور اوسکو بلا تفصیل منظور کیا تو اب اس خط سے آپ واسطہ قطع نہین کرسکتے اور اوسکے مضمون تعیین مبحث کو منسوخ نہین فرماسکتے۔

قطع نظر ان وجوہات سے بحکم عقل بہی مباحثہ مین متنازع فیہ و مبحوث عنہ ایک ہی کو سچن ہونا چاہئے اوسکی ایک شخص نفی کرے دوسرا اثبات نہ یہ کہ ایک تو کسی چیز مثلاً کونین کی خوبی پر بحث کرے۔ دوسرا (سوال) دوسری چیز

مثلاً کسٹر ائل کی خوبی پر۔

یہ قاعدہ مباحثہ کہ پہلے چند روز عیسائی مذہب محمدی سوالات کریں پھر محمدی عیسائی مذہب پر چند اور قسم کے سوالات کریں ۔ جیسا کہ امرتسر کے جنگ مقدس میں ہوا ہے صرف جاہل دجال کادیانی کا ایجاد و احداث ہے۔ میری علم و خیال میں یہ طریق مباحثہ کسی کتاب فن مناظرہ میں پایا نہیں جاتا۔ لہذا ہمارے لئے لازم بلکہ جائز بھی نہیں کہ ہم اس جاہل دجال کی تقلید کریں اور جہان کے عقلا کا خلاف۔ (۶) تقرری کمیٹی تصفیہ کے لئے پھر آپنے اصرار فرمایا ہے۔ ایضاً صاحب! میرے خط نمبری ۶۰۶ پر نظر ثانی کریں اور اوسکو توجہ سے پڑھیں میں اپنی شرائط اپنے خط ۵۲۳ میں بیان کر چکا ہوں جس پر آپنے اپنے خط مورخہ ۸۔ اگست میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔ گویا اون کو تسلیم کر لیا۔ اور آپنے اپنی شروط کو ہنوز پیش نہیں کیا۔ تاکہ دوسری جانب سے اون کے تسلیم میں عذر واقعہ ہوتا۔ اور تصفیہ کے لئے کمیٹی کی ضرورت پیش آتی۔ پھر آپ کمیٹی تصفیہ کس ضرورت کیلئے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسی باتوں کے بیان در رد و قبول کے لئے کیوں کاغذی دوڑ لاتے ہیں۔ آپ پہلے اپنی شرائط کو تو بیان کریں ممکن ہے کہ میں اونکو مناسب سمجھوں۔ اور قبول کروں اور کسی کمیٹی کی ضرورت نہ ہو۔ اور اگر مجھے اون کے قبول کرنے سے عذر ہو تب آپکو تقرر کمیٹی کا اختیار ہے اوس وقت بھی میں کسیکو اپنا وکیل نہ بناؤنگا۔ بلکہ بذات خود کمیٹی میں شامل ہونگا۔ میں یہ نہیں چاہتا اور نہ اس امر کو جائز سمجھتا ہوں کہ اپنی رائے کا مالک دوسرے کو بنا دوں۔ اور اسکا مملوک ہو کر خود بے اختیار ہو جاؤں۔ آپکو اختیار ہے جسکو چاہیں اپنا وکیل مقرر کریں۔ آپکے وکیلوں کی رائے اور میری رائے کا اختلاف ہوا۔ تو اسکا تصفیہ کسی ثالث سے کرایا جاویگا سو اجملاً آپ پہلے شرطیں تحریر کریں پھر تقرر کمیٹی کا نام لیں۔

میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بٹالہ میں تشریف لانا منظور کیا ہے جسکے عوض میں جب نوبت میں بھی اتنے دن جتنے دن آپ بٹالہ میں بسر کریں گے امرتسر میں بسر کرونگا۔ میں نے اسی نظر سے آپکے فقرات مذکورہ شروع خط سے اغماض کیا ہے اور یہ سمجھا کہ میرا مدعا سے حاصل ہو گیا ہے اب اون فقرات کے متعلق ایسی بحث کرنا جو اصل مقصود سے اجنبی ہے فضول ہے۔ **ابو سعید محمد حسین**

اس خط کا ڈاکٹر کلارک صاحب نے جواب نہیں دیا۔ چلو مباحثہ ختم ہوا۔ ناظرین! یہ مباحثہ بھی عجز و گریز نہیں قرار دیا۔

(پیشگوئی) ہم الہامی نہیں کہلاتے نہ کادیانی کی سی الہام بازی اپنا شعار ہے نہ صرف عقل سے کہتے ہیں کہ کوئی مثلیثی عیسائی ہم سے کبھی مقابلہ نہ کریگا۔ کریگا تو الزام کھائیگا اور زک اوٹھاوے گا۔ انشاء اللہ تعالے

179

اعادۂ تنبیہ کادیانی

ناظرین! ہم کادیانی کو مردہ سمجھکر اسکا جنازہ پڑھ چکے تھے۔ اور آئندہ کے لئے اسکے خطاب سے قلم اوٹھا چکے تھے۔ کہ اس کے چند اشتہار اور آ پہنچے۔ لہذا مجبور ہوکر اون کے جواب مین قلم اوٹھاتے اور اس مثال کو عمل مین لاتے ہین۔ مرے پر سو دِرّے ✤

دجال کادیانی کی نئی چال کا مآل

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ✤ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

کذاب وکیاد لاثانی دجال کادیانی نے ناواقف مسلمانوں کو دام میں لانے اور اپنے دام افتادگان سے فلوس کمانے کی غرض سے یہ تجویز مشتہر کی تھی کہ میں اسلام کو طعن اور بیجا الزام مخالفین اسلام سے بچانے کے لئے گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ "دفعہ ۲۹۸۔ تعزیرات ہند کو وسیع کیا جائے"۔ مسلمان میری مدد کریں۔ اور اس درخواست میں میرے ساتھ ہو جاوین

اس کے جواب میں ادہر سے مضمون[1] دجال کادیانی کی نئی چال مشتہر ہوا اور اس میں عام مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ کادیانی کا مقصود اس تجویز سے مسلمانوں کو اپنی خیر خواہی جتانا اور اس ذریعہ سے انکا مال مارنا ہے۔ اور اس تجویز کا اسکے ہاتھ سے انجام پذیر ہونا دو وجہ سے ناممکن ہے۔

اوّل یہ کہ وہ خود اس جرم کا مرتکب ہے جسکو اس درخواست سے ہٹانا چاہتا ہے دوم یہ کہ اسکے لاٹکٹی (وفاداری) مشتبہ ہے۔ کوئی مسلمان وفادار گورنمنٹ یہ کام کرے۔ تو یہ انجام پذیر ہوسکتا ہے۔

اس مضمون کے مشتہر ہونے سے مسلمان اسکے دام تزویر سے واقف ہوگئے۔ اور جو اسمین پھنس گئے تھے وہ نکل آئے۔ اُنہون نے جو اوس کی درخواست پر دستخط کئے تھے واپس لئے۔

[1] یہ مضمون زر و چودہ قہ پر شائع ہوا ہے جنکے پاس نہین پہنچا وہ آدہ آنہ (۰ر) کا ٹکٹ بھیجکر درخواست کرین ✤

کادیانی نے یہ ناکامی دیکھ کر فوراً اپنا استعفا شتر کر دیا۔ اور یہ کام خاکسار (رقم مضمون) کے سپرد کر دیا۔

ہم نے خدا کے محض فضل و توفیق سے اس کام کا بیڑا اوٹھالیا۔ اور اُس کی کارروائی کو شروع کر دیا۔ تو اثنار کارروائی میں معلوم ہوا کہ کادیانی کا وہ استعفا بطور نفاق و تقیہ تھا۔ اور درحقیقت وہ اپنی درخواست پر دستخط کرانے کی کارروائی سے باز نہیں آیا۔ و معہذا وہ ان ہی دنوں میں اپنی تالیف لطیف رسائل شائع کرنا چاہتا ہے۔ جو اس کارروائی کے حسن اتمام کے لئے قوی مانع اور سخت سدراہ ہیں۔ اسپر ہمنے کادیانی کے نام ایک پرائیویٹ خط لکھا جسکو بعینہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ۴۔ نومبر ۱۸۹۵ء ۶۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مرزا غلام احمد صاحب

سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ آپ کا استعفا مطبوعہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء بذریعہ رجسٹری میرے پاس جمعہ روز سے پہنچا اوسی روز سے میں نے اس کارخیر کی جس سے آپ مستعفی ہوئے ہیں کارروائی شروع کر دی۔ اوّلاً بٹالہ کے اعیان اسلام سے اس کارخیر کے انتظام میں شریک ہونے کی درخواست کی۔ پھر امرتسر پہنچا اور وہاں کے علماء و فضلا سے انہیں شمولیت و اعانت کی درخواست کی پھر لاہور پہنچا اور وہاں کے قومی حامیوں اور دین کے خادموں لیڈروں (رئیسوں) سے مدد چاہی۔ پھر ضلع گوجرانوالہ۔ وزیرآباد۔ و حافظ آباد وغیرہ میں پہنچا۔ اور وہاں بھی یہی سوال کیا۔ ان مقامات کے وکیلوں اور پلیڈر (انتظامی امور کے جاننے والے) اشخاص سے بھی ملا۔ اور ان سے بھی شمولیت و اعانت کا خواستگار رہا۔ میری اس کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان مقامات کے علماء و لیڈروں اور وکیلوں نے مجھ سے شرطیہ وعدہ اعانت کیا ہے (جیسا کہ بقول آپکے نواب محسن الملک نے آپ سے شرطی وعدہ اتفاق و ہمدردی کیا تھا) ان حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ بعد مشاورت و باہمی مباحثہ آپ کی درخواست کا قطعی جواب دیا جائے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ آپس میں مباحثات کر رہے ہیں۔ اور کئی جلسے کر چکے ہیں۔ جب

ان علماء اور لیڈروں کا اس امر پر اتفاق ہوگیا تو پھر میں ہز آنرز لفٹنٹ گورنر پنجاب کو ملونگا۔ اور اُن سے پرائیویٹلی اجازت حاصل کرکے پبلکی اور اوفیشل کارروائی شروع کرونگا و بمشاورت و معاونت علماء و کلا اس درخواست کا نیا مضمون جس میں آپکی مجوزہ شروط کے علاوہ کئے اور شروط اور تشریحات بھی ہونگی۔ مرتب کرکے پبلک اہل اسلام میں مشتہر و مستداول کرکے عام اتفاق حاصل کرونگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اس کارروائی کو اس طریق و ترتیب سے شروع کرنے کی وجہ آپ پر مخفی نہ ہوگی۔ آپ جانتے ہیں (اور اسی* وجہ سے آپ اس کام سے دست بردار ہوئے ہیں۔) کہ یہ کام قومی کام ہے نہ شخصی۔ لہذا یہ قوم ہی کے اتفاق اور شمولیت سے انجام پذیر ہوسکتا ہے نہ کسی ایک شخص (خاکسار یا آپ) کی ذاتی سعی اور شخص طاقت سے۔ لہذا اولاً اس کام میں علماء کا اتفاق ضروری ہے جنکے ہاتھ میں عوام کا مسخر ہونا آپ بھی اپنے استعفاء کے صفحہ اول سطر ۱۴ میں تسلیم کرچکے ہیں اور اُنکے اتفاق کے بغیر ایسے کاموں کا حسن انجام ناممکن و محال ہے۔

ثانیاً وکیلوں اور پالیٹیشن اعیان اہل اسلام کا اتفاق جو قانونی پہلو سے اس کام کا مفید و ممکن الوقوع ہونا دیکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہ صرف عقلی تجویز سے علماء اور عام عقلا اس کو دیکھ سکتے ہیں اور

* جس وقت ہماری تحریر آپکے پاس پہنچی اور وہ پڑھی گئی۔ اوس وقت اوسپر خوب نکتہ چینی کی گئی۔ مگر شام کے جلسہ کانفرنس میں آپ نے اپنے حواریوں میں یہ تقریر کی کہ اس کام کا انجام پذیر ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ کثرت سے اسپر دستخط ہوں اور اس کام کے کرنے والوں کی حکام تک رسائی ہو ہماری جماعت چونکہ قلیل ہے اس لئے کثرت دستخطوں کی امید نہیں۔ اور حکام تک ہماری آمد و رفت بھی نہیں اور محمد حسین کو حکام تک رسائی ہے۔ اور اسکے ذریعہ سے کثرت سے دستخط بھی ہوسکتے ہیں۔ لہذا یہ کام اُسکو سپرد کرنا چاہیئے۔ یہ بات ہم سے مولوی حسن ابو رحمت شاستری نے کہی ہے جو آپکے پاس کئے مہینے رہے ہیں۔ اور وہ آپ کے رسائل مذکورہ کی ہندی لکھنے لکھانے میں مددگار تھے۔ آپ انکار کریں گے تو ہم اون کو شہادت میں پیش کریں گے۔ ++

اسی عقلی تجویز سے یہ خاکسار اس کام کو مفید مان چکا ہے۔ ان پرائیویٹ مدارج و مراتب کے طے ہونے کے بعد گورنمنٹ کی اجازت بھی اس میں ضروری ہے۔ جسکے اختیار اور حکومت کے ہاتھ میں خدا تعالےٰ نے ہماری باگ دیدی ہے۔ اور بلا رضامندی گورنمنٹ کے ہم اپنا کوئی قانونی امر نہیں کر سکتے۔ اس طریق و ترتیب کے لئے کوئی امر سد راہ نہوا تو خدا تعالےٰ سے امید قوی ہے کہ یہ کام اچھی طرح سے انجام پذیر ہوگا۔ مگر میں کمال افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے امرتسر میں آتے ہی ایک مشہور و نامور عالم سے جو تمام شہر کا مقتدا ہے۔ اور لاہور میں آتے ہی ایک اخبار سے مسلمان ایڈیٹر اور ایک اسلامی انجمن کے ممبر سے سنا تھا کہ آپ کے تابعین و خلفاء راشدین اب بھی لوگوں سے آپ کے نقشوں پر دستخط کراتے پھرتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ وہ نہ تو اس کا نام لیتے ہیں اور نہ آپ کا۔ بلکہ کہیں تیاری مسجد کا نام لے کر دستخط کراتے ہیں۔ اور کہیں اون ہندوؤں پر نالش کرنے کا نام جنہوں نے بعض اخبارات میں بانئی اسلام کی توہین کی ہے وہ لوگ اپنی اس کارروائی دستخطوں سے آپ کے استعفا کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کا استعفا محض برائے نام ہے نہ حقیقی۔ اور پریکٹیکل (عملی) میں نے ان زبانی خبروں کا باوجود معتبر ہونے راویوں کے اس لئے کہ وہ کارروائی آپ کی فیوبت میں ہوئی ہے۔ اور نالائق خلیفوں کی ہے۔ نہ آپ کی کچھ لحاظ نہ لیا اور اپنی کارروائی کو بند نہ کیا۔ بلکہ جاری رکھا تھا مگر ۲۰ نومبر ۱۸۹۵ء کو ضلع سیالکوٹ سے ایک خط اس مضمون کا میرے پاس پہنچا ہے کہ "۲۰ اکتوبر کو ایک پیکٹ مرسلہ مرزا غلام احمد جس میں خط مطبوعہ واسطے دستخط کرانے کے ملفوف تھا۔ اور ایک وہ خط جس میں اوس نے اپنے گروہ کو اس کارروائی سے علیحدہ کیا ہے۔ میں آپ سے بطور مشورت دریافت کرتا ہوں کہ ہم اس فہرست (یعنے نقشہ مرسلہ کادیانی) پر جو دستخطوں کے واسطے طبع کی گئی ہے دستخط کر کے قادیان میں بھیجدیں یا آپ کی طرف" ھذا لفظہ

اس خط نے پہلے زبانی خبروں کو بھی معتبر اور صحیح کر دیا۔ اور مجھے یہ یقین دلایا ہے کہ آپ نے جو استعفا مشتہر کیا ہے وہ اس مثل کا مصداق ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور" اس خط کا بیان درست اور مطابق واقعہ ہے تو آپ در پردہ میری اس کارروائی کے مدد [illegible] ہے [illegible] اسلام یہ جان لینگے کہ آپ بھی اس کارروائی میں شریک ہیں [illegible]

۱۸۱

مجھے آپ کا ثانی اثنین قرار دینگے۔ اور میرے ساتھ اس کارروائی میں شریک ہونگے۔ اور گورنمنٹ بھی آپ کی اس رائے کے مشتہر ہونے سے میری کارروائی کو آپ کی کارروائی سمجھ گی اور یہ تمام کارروائی ادسی اعتراض کا مورد ہوگی جس اعتراض کی وجہ سے آپ کو علیحدگی اختیار کرنی پڑی ہے۔ آپ اگر میری اس افسوس اور شکایت کے جواب میں بہ انکار پیش آئیں گے۔ اور اُلٹا مجھ سے ثبوت خلاف طلب کرینگے تو یہ بحث طویل ہوگی۔ اور اصل بات چھوٹ جائے گی۔ لہذا میں بحث کو چھوڑ کر ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہوں جس سے آئندہ آپکے خلفاء کی مداخلت موقوف و قطع ہوسکے وہ یہ ہے کہ ۵۰ جملہ کاغذات (نقشے) جن پر ۲۰۷۵ دستخط ہو چکے ہیں۔ اور وہ کاغذات جو اُن کے بعد آپ کے پاس پہنچے ہوں۔ اور جملہ خطوط و تحریرات جو اس کارروائی کے متعلق آپکے پاس آئی ہوں جن کا ذکر آپ اپنے استعفا میں کر چکے ہیں یا وہ ہنوز کا نفیڈنشل مخفی ہیں سب کے سب بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیج دیں۔ اور اس امر کو بذریعہ اشتہارات و اخبارات مشتہر کردیں تا کہ آئندہ آپ کو یا آپ کے اتباع کو دستخط کرانے کا حوصلہ نہ ہے۔ اور اُن دستخطوں کو آپکی پارٹی میں فضول اور بیکار سمجھا جاوے۔

ہم ان دستخطوں اور تحریرات سے اور فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔ آپ کے دل میں کوئی اور خیال نہ لاویں۔ اور ہم بعد اتمام اس کارروائی کے وہ کاغذات آپ کو واپس دینگے خاطر جمع رہے۔

اس کارروائی کے متعلق ایک امر اور بھی آپ کی توجہ کے لایق ہے۔ اور میری کارروائی کا عمدہ نتیجہ پیدا ہونے کے لئے بمنزلہ شرط۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ اپنے مسودہ درخواست کے صفحہ ۴ سطر ۱۹۔ میں ظاہر کر چکے ہیں کہ اس درخواست سے صرف مسلمانوں ہی کا فائدہ مقصود نہیں ہے بلکہ ہر قوم اس فائدہ میں شریک ہے۔ لہذا نہایت ضروری ہے کہ ہم فائدہ اقوام غیر کو بدلائل سمجھاویں اور اُن کو اپنی درخواست میں شریک کریں۔ اور درخواست پر سینکڑوں عیسائیوں سکھوں وغیرہ کے بھی دستخط ثبت ہوں۔ اور یہ درخواست نیشنل (قومی) درخواست ہو جائے۔ جسکو کسی مذہب یا کسی فرقہ سے خصوصیت نہیں ہوتی۔ اور اسپر گورنمنٹ کی پوری توجہ ہو اور اس امر کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ ان دونوں مسلمانوں کی طرف سے جو اس درخواست کے پیش کرنے والے اور اس سلسلہ کے محرک بنتے ہیں۔ اقوام غیر کے لئے کوئی تازہ مذہبی رنج

اور نیا جوش و اشتعال مخالفت پیدا نہ ہو۔ اور وہ درخواست کنندگان کو صلح جو و امن خواہ سمجھ کر اُن کی درخواست پر دستخط کر دیں۔ مگر میں نے افسوس کے ساتھ یہ بھی سُنا ہے اور آپ کے اشتہارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آجکل ہندوؤں اور سکھوں پر ایک تازہ چھرا چلایا ہے ہندوؤں کے دیرینہ زخم کو تازہ کر کے اون کو رنج پہنچایا ہے۔ اور سکھوں کو تازہ زخم کیا ہے۔ اور ان سے لڑائی کرنیکا بنیادی پتھر رکھا ہے۔ ہندوؤں کے مقابلہ میں ایک رسالہ "آریہ دھرم" لکھا ہے جسمیں ایک بڑا شرمناک و فحش آمیز الزام اُن کو دیا ہے۔ جو نا قابل ذکر ہے۔ اور سکھوں کے مقابلہ میں ایک رسالہ "ست بچن" لکھا ہے۔ جسمیں سکھوں کے بانی مذہب اور گورو نانک کو مسلمان قرار دیا ہے جو اُن کے دلوں پر ایسا زخم کرنیوالا ہے جو کسی مسلمان کو سکھ یا کافر کہنے سے ہو سکتا ہے۔ اور نیز اسمیں سکھوں کے گرو سے آریوں کے ویدوں کی مذمت نقل کی ہے جس سے آریوں اور سکھوں کی باہمی جنگ کا اندیشہ ہے۔

یہ رسائل شایع ہونگے تو سکھوں اور ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے سخت رنج اور اشتعال پیدا ہوگا۔ اور ہماری درخواست پر انکا دستخط کرنا محال ہو جائے گا۔ پس اگر آپ اس درخواست کی تکمیل چاہتے ہیں تو ان رسائل کی اشاعت کو ملتوی کر دیں آپ اگر اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں تو ان دونوں رسائل کی اشاعت کو اس خیال سے ملتوی کریں کہ ان اقوام غیر کو مسلمانوں کی طرف سے رنج نہ پہنچے۔ اور مسلمانوں کی درخواست مذکور پر انکا اتفاق ہو۔ اور اگر آپ اہل اسلام سے خارج ہیں (جیسا کہ اکثر اہل اسلام کا خیال ہے) تو اس خیال سے انکی اشاعت کو ملتوی کریں کہ آپ بھی بشمولیت دیگر غیر اسلامی اقوام اس درخواست سے اتفاق کرنے کے لئے مدعو ہیں۔ بلکہ اس درخواست کے اول یا یوں کہیں کہ مستعفے محرک آپ ہیں لہذا مزید ہے کہ اس درخواست کے برخلاف آپ سے کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔ ان رسائل کو آپ شایع کر دیں تو نہ صرف غیر اسلامی دنیا میں بلکہ اسلامی جماعتوں میں بھی اس درخواست کے برخلاف جوش و فساد کی آگ بھڑکانے والے آپ متصور ہونگے۔ ہندو اور سکھ آپ سے اور آپ کے سبب سے مسلمانوں سے (جنمیں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں) یوں مشتعل ہونگے۔ اور بھڑکینگے اور کہیں گے کہ آپ نے ان رسائل میں ان کے مذہب اور اکابر مذہب کی سخت توہین کی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پھر آپ کی درخواست انداد توہین کیوں کر لائق اتفاق ہے مسلمان اسلئے آپ سے آشفتہ ہونگے۔ اور بپھر کیں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ نے آیت وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ کا خلاف کیا اور غیر اقوام کے اکابر کو برا کہکر اپنے اکابر دین کو برا کہلوایا۔ پھر اس درخواست انداد توہین پر کیونکر کسی کا اتفاق ہوگا۔ آپ اگر یہ عذر کرینگے کہ ہم نے جو کچھ ان رسائل میں لکھا ہے اُن کی مسلمہ کتب سے لکھا ہے تو وہ لوگ بھی اپنی گالیوں کی تائید و ثبوت میں یہی بات کہینگے اور مسلمانوں کی بعض کتابوں سے ایسی باتیں نکال دیں گے جنکو وہ اپنے خیال میں اپنے الزاموں کا مستند سمجھتے ہونگے۔ اسمیں شک ہو تو مسلمانوں کی "کہتا سلوئی" اور اُسکا جواب بہندوؤں کی طرف سے۔ اور گنیشا لال الکھ دھاری کی تصانیف ملاحظہ کرو

اصل قانون کی دفعہ ۲۹۸ جس کی تشریح آپ چاہتے ہیں یہی اجازت نہیں دیتے کہ جو بات کسی کی دل آزاری و توہین کے موجب ہو سکتے ہو چھاپ کر مشتہر کیجائے گو انکی مسلمہ کتاب میں وہ موجود ہی کیوں نہ ہو۔ × × × × × × × × × × × × × × × ان امور کیطرف آپ نے توجہ نہ کی۔ تو عام اہل اسلام کو یقین ہوگا کہ آپ نے اپنا استعفا اپنی کسر نفسی و بے غرضی جتانے کے لئے مشتہر کیا تھا اور درحقیقت آپ کو اس کام کے انجام پذیر ہونے سے کوئی ہمدردی نہیں۔ آپ کا مقصود صرف نام آوری ہے۔ آپ نے پہلے وہ تجویز نکال کر نام پیدا کرنا چاہا کہ میں مسلمان اور اہل اسلام کا ہمدرد ہوں۔ اسلام کی ہمدردی میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہوں۔ جب ادھر سے مضمون نئی چال شائع ہوا۔ اور وہ راز ہفتہ طشت ہو گیا۔ تو آپنے دوسرے طریق سے نام پیدا کرنا چاہا کہ میں بے نفس ہوں ذاتی غرض سے پاک ہوں کام سے کام رکھتا ہوں۔ نہ نام سے۔ یہ کام دوسرا کوئی کرے تو میں خوش ہوں۔ اور در پردہ ایسے وسائل میں کوشش کرنا شروع کیا کہ یہ کام انجام پذیر نہ ہو اور پھر یہ مشتہر کیا جائے کہ۔ دیکھا ہم نے اس کام سے استعفا دیا تو پھر کسی دوسرے سے یہ کام نہ ہو سکا۔

اس استعفا میں جو آپ نے اپنی سنت قدیم دجالیت سے کام لیا ہے۔ اسکا ذکر میں اس آشتی آمیز و صلح خیز خط میں مناسب نہیں سمجھتا آپ نے میرے معروضات بالا کی

۱؎ جو کہ بعد دفعہ کے سوا بدیہی ہے یہ کالی ست دو دو تا چہار ست کو کالی ہے۔

طرف توجہ نہ کی۔ اور اس کارروائی سدراہ ہونے سے توبہ نہ کی تو آپ کے استعفا کے جواب میں اُس وجالیت کی تشریح کیجائیگی جس سے آپ کی ترکی تمام ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اس کارروائی کا طریق و ترتیب میرے نزدیک کانفیڈینشل اور پرائیویٹ رکھنے کے لائق ہے۔ لہذا میں اس خط کو چھاپنے کی آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ ہاں آپ کو اختیار ہے کہ اپنی رائے سے چھاپ دیں۔ یا میری رائے کے مطابق کانفیڈینشل رکھیں۔

اس خط کا جواب تاریخ وصول سے ایک ہفتہ کے اندر دیں۔ اور مجھے بقبولیت معروضات مذکورہ بیہ مطمئن کریں۔ ایک ہفتہ تک اسکا جواب متضمن قبولیت نہ آیا تو آپ کی استعفا کا جواب ترکی دیا جائے گا۔

اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ٭ اگر جنگ جوئی ندارم درنگ ٭

آپکا سچا خیر خواہ

ابو سعید محمد حسین۔ ٭

یہ خط بذریعہ رجسٹری کادیانی کے پاس بھیجا گیا۔ جسکو کادیانی نے، نومبر ۱۹۰۱ء کو وصول کیا۔ گرمیا۔ مقررہ ایک ہفتہ تک کجا دو مہینے تک اس خط کا جواب نہ دیا۔ اس التوا کا ایک سبب یہ معلوم ہوا۔ کہ اسکو اس کارروائی میں اپنی دست اندازی ترک کرنا۔ اور اس کام کا انجام پذیر ہونا منظور نہ تھا۔ اسکا مقصود صرف اپنے دام افتادگان میں نام پیدا کرنا۔ اور اس ذریعہ سے اُن سے فلوس جمارنا تھا۔ بناءً علیہ اوس نے اس اثنا میں اپنی کارروائی (دستخط کرانے) کو جس سے بظاہر استعفا دیا تھا۔ جاری رکھا جسکا اثر یہ نکلا کہ استعفا کے وقت وہ دستخطوں کی تعداد دو ہزار کے قریب بتا چکا تھا۔ اور اب پانچہزار تک بتاتا ہے۔ اور اس سبب سے اسکے پاس اس کام کیلئے بہت سا روپیہ بھی آگیا۔ دوسرا سبب یہ کہ ان رسائل سدراہ کار خیر مذکور کی اشاعت کو ملتوی کرنا۔ اور اس التوا کے ذریعہ سے اس کار خیر کا انجام پذیر ہونا اوسکو منظور نہ تھا۔ اور ان رسائل کو چھپنے میں توقف تھا۔ اس عرصہ دو ماہ میں انہی رسائل چھاپ کر مشتہر کر دیئے۔ اور اُن کی فروخت سے خوب ٹکہ کما لئے۔ اور اوسی دستخطوں کے ذریعے کچھ لوگ قابو میں آگئے۔ تو اب اوائل جنوری ۱۹۰۲ء میں آپ نے ہمارے اس خط کا جواب مضمون جمعہ کی تعلیل کے ضمن میں ان الفاظ سے

دیا ہے۔ جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں۔ "جب یہ کام اُن کو (یعنے خاکسار کو) سپرد کیا تو چونکہ ان کی صرف اتنی ہی غرض تھی کہ ہمارا چلتا ہوا کام روک دیا جائے اسلئے وہ چپکے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور میری طرف ایک خط لکھا جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ تم اپنی کتابیں کہ جو حال میں مخالفین مذہب کے حملوں کے رد میں لکھی گئی ہیں شائع ہونے سے روک دو اور اس طرح اُن کو تلف کر کے وہ برا اثر لوگوں میں پھیلنے دو جسکے مٹانے کے لئے یہ تالیفات ہیں۔ تب میں یہ کارروائی کرونگا ورنہ نہیں۔ جب یہ خط اون کا پہنچا تو مجھ کو انکے حال پر رونا آیا۔ کہ یا الٰہی ان لوگوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی یہ عجیب تحکم ہے کہ ہمارے مخالف ہمارے سید و مولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دیں۔ طرح طرح کی ناپاک تہمتیں لگا دیں۔ یہانتک کہ نعوذ باللہ زنا و ڈکیتی وغیرہ کے بہتان اس پاک ذات کی نسبت شائع کریں۔ اور نہایت بری باتیں آنجناب کے حق میں کہیں۔ اور یہ مولوی ہمیں اسقدر قلم اُٹھانے سے بھی منع کریں کہ ہم بطریق مدافعت انکا جواب لکھیں اور ان کی زہرناک باتوں سے لوگوں کو بچاویں۔ اور دستخط کرانے کے لئے یہ شرط ٹھہرا دیں کہ مخالف جو چاہیں کریں۔ مگر ہم اپنے پیارے رسول کی عزت کے لئے کچھ بھی غیرت نہ دکھلاویں"۔

اب ناظرین انصاف کریں اور داد انصاف دیگر کہیں کیا ہمارے خط کا صرف یہی مضمون ہے جو کادیانی نے نقل کیا ہے۔ اور کیا ہم نے اس کار خیر کے متعلق صرف چپکے بیٹھ رہنے کے سوا کوئی کارروائی نہ کی تھی۔ اور کیا ہمارا خط اس کار خیر کو روک دینے والا ہے یا اس کی روک کو جو کادیانی کے دستخط کرانے سے۔ اور اسکے رسائل اشتعال انگیز کی اشاعت سے پیدا ہونے والی تھی۔ اٹھانے والا۔ اور کیا ان رسائل کی اشاعت کو روکنا آنحضرت صلعم کو مخالفین سے گالیاں دلوانا ہے۔ یا گالیاں دلوانے سے منع کر کے ان گالیوں کو روکنا۔ اہل اسلام کادیانی کے رسائل و مضامین "ست بچن" "و آریہ دھرم" و رسالہ "نور القرآن" خصوصاً آخر الذکر رسالہ کو دیکھیں گے تو یقین کرینگے کہ کادیانی نے مخالفین کی آتش عناد کو بھڑکا دیا اور اوسپر کیسروسین آمل (مٹی کا تیل) ڈالدیا ہے۔

اب مخالفین اسلام اور بانی اسلام کو اسقدر گالیاں دینگے۔ کہ اس سے پہلے عشر عشیر نہیں

ملیں۔ اور معہذا کادیانی کی درخواست توسیع دفعہ ۹۸ ہ کے لئے (اگر وہ اسکو گورنمنٹ میں پیش کرے گا) سدراہ ہو جائیں گے۔ کادیانی کی مداخلت مذکورہ اور اشاعت رسائل مذبورہ نے ہم کو اس درخواست کی منظوری سے مایوس کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس پراپوزیٹ خط کو چھاپ دینے۔ اور جب تک اس نے اپنی دست اندازی اور دستخط کرنے کا اقبال نہ کیا تھا اور نہ اُن رسائل کو مشتہر کیا تھا۔ ہم نے اسخط کو مشتہر نہ کیا تھا۔ کادیانی اب بھی اس کار خیر کا انجام پذیر ہونا ممکن سمجھتا ہے تو وہ اس کام کو کرے۔ نہیں تو اسکے ملتوی ہونے کا مغلد اسکے سر پر رہے گا۔ جس نے اپنی دست اندازی اور اشاعت رسائل فتنہ پردازی سے ہماری کارروائی کو روکدیا ہے کادیانی اس کام سے جان چھوڑانیکے لئے اگر یہ عذر کرے کہ میرے چھپتے کام کو روک دیا۔ اب میں کیا کرسکتا ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمنے اس کام کو کب چھوڑا۔ اور تمہارے خیال میں یہ کب کار ہے۔ تم اب تک دستخط کرا رہے ہو جس کی تعداد دو ہزار سے پانچ ہزار تک بتاتے ہو۔ اب اسکام کو پورا کر دو اگر اپنے دعوے میں سچے ہو۔ ورنہ آپ کے دام افتادہ حمقاء کو بھی یقین ہو جائے گا کہ آپ کو کام سے کام نہ تھا۔ صرف نام سے کام تھا۔ کادیانی نے اپنے اس جواب خط اور پہلے مضمون استغاثہ میں جو دجالیت ظاہر کی ہے اسکے اظہار سے قلم کو عذر آرد کا گیا ہے۔ اس اظہار کے لئے ہمارے پاس نہ وقت ہے نہ کاغذ میں گنجائش۔ کادیانی اپنی شرارت اور خباثت سے باز نہ آیا تو آئندہ اسکا اظہار ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

دجالین قادیان کی اور نئی چالیں

چمیٹر خوبوں سے چلے جائے اسد + گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

قادیان کے دجال اکبر اور اسکے نائبین دجا جلد آئے دن نئی چالیں نکالتے ہیں اور اُن میں ناکام بھی رہتے ہیں۔ مگر اس چال بازی سے باز نہیں آتے۔ اور اس شعر مرزا غالب پر جسکو بجنے زیب عنوان کیا ہے عمل کر رہے ہیں۔

دجال اکبر کادیانی کی پہلی چال (تجویز توسیع دفعہ ۹۸ ہ تقریر است ہند) کی حقیقت کھل گئی اور مضمون "دجال کادیانی کی نئی چال" کی اشاعت سے اسکی خود غرضی ظاہر ہو گئی

اور اس چال میں اوس کو ناکامی ہوئی جس کی تفصیل مضمون "دجال کادیانی کی نئی چال کا مآل" میں ہو چکی ہے تو اب اُسنے دوسری چال اختیار کی ہے۔ اور ناواقف مسلمانوں کو دام میں لانے اور اپنے سادہ لوح دام افتادگان کے مال مارنے کے لئے یہ تجویز مشتہر کی ہے کہ میں گورنمنٹ سے اس امر کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سرکاری دفاتر اور محکمات و سکولوں میں بجائے اتوار جمعہ کی تعطیل ہوا کرے۔ مسلمان اس درخواست میں میرے ساتھ ہوں اور میری درخواست پر دستخط کریں۔

ناظرین! آپ جانتے ہیں؟ کادیانی اب الہام بازی کیوں چھوڑ بیٹھا ہے۔ اور آئے دن ایسی چالیں کیوں نکالتا ہے؟

اے حضرات اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ جب عبداللہ آتھم اور شوہر ثانی زوجہ فرضی کادیانی کے فوت نہ ہونے نے اُسکی پیشگوئیوں کو جھوٹا کیا ہے۔ اور اسلامی دنیا نے (بجز شرذمہ قلیل حمقا دام افتادگان کادیانی) اسکو دعوئے الہامات و پیشگوئیوں میں جھوٹا جان لیا تب سے اسکے الہام یا یوں کہو کہ شیطانی حلم و احتلام کا دروازہ بند اور قافیہ تنگ ہو گیا ہے۔ اب یہ کسی الہام کے دعوے کی جرأت نہیں کرتا۔ اور اگر کرے بھی تو اسکا اعتبار اُسکے مخالفین میں تو کجا اکثر موافقین میں بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اسکے عقائد کفریہ مشتہر ہونے اور اسپر کفر کے فتوے لگائے جانے کے سبب وہ اسلامی دنیا کے نزدیک اسلام سے پہلے ہی خارج ہو چکا تھا۔ اب وہ مسلمان یا ولی کہلائے تو کیونکر کہلائے؟ اور چپکا بیٹھا رہے تو کہاں سے کھائے؟ حضرات یہ بات آپ کو معلوم ہو چکی ہے۔ اور نمبر جلد اشاعت السنہ میں بتائی گئی ہے۔ کہ اوسکی اراضی کی (جنکی نظر سے وہ اپنے آپ کو رئیس قادیان سمجھ رہا ہے) آمدنی دو سو روپیہ سال سے زیادہ نہیں اور یہ آمدنی اسکے خرچ ایک مہینے کے لئے مکتفی نہیں۔ یہ سوچکر وہ کوئی نہ کوئی ایسی تجویز نکالتا ہے جس سے وہ ناواقف مسلمانوں میں مسلمان اور اسلام کا خیر خواہ متصور۔ اور اپنے دام افتادگان حمقا میں ان کا رہبر و مجدد بنا رہے۔ اور اس ذریعہ سے ٹکڑا کما کھائے۔ بناءً علیہ پہلے اُسنے وہ تجویز (توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند) نکالی تھی۔ اس میں اس نے منہ کی کھائی ہے تو اب تجویز تعطیل جمعہ کی نکالی ہے۔

اس میں اوس نے عام مسلمانوں کو خیر خواہی جتانے اور رغبت دلانے کے علاوہ یہ دھمکی بھی دی ہے۔ کہ اگر تم اس تجویز میں میرے ساتھ نہ ہوگے اور مجھے اپنا لیڈر (ہادی) نہ سمجھوگے۔ اور اپنا ریپریزنٹیٹو (وکیل) تسلیم نہ کروگے تو میں تم کو گورنمنٹ کا باغی قرار دیکر تمہاری مخبری کرونگا۔ اور گورنمنٹ سے یہ کہونگا۔ کہ فلاں فلاں اشخاص گورنمنٹ کے باغی ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کے ملک کو دارالحرب سمجھ رہے ہیں۔ اوس وجہ سے وہ میری اس درخواست سے متفق نہیں ہوئے اور گورنمنٹ کو یہ چکما دیا ہے۔ کہ اب تو میں گورنمنٹ کا مخبر بن گیا ہوں۔ گورنمنٹ کے باغیوں کی فہرستیں مرتب کرکے گورنمنٹ میں پیش کرنے کو تیار ہوگیا ہوں۔ اب تو مجھے باغی و بدخواہ سلطنت تصور نہ کیا جاوے اور سول ملٹری گزٹ اور اشاعت السنت کے بیانات و تحریرات پر وثوق و اعتبار کو اُٹھا لیا جاوے۔

مگر اے حضرات چونکہ خدا تعالےٰ نے خاکسار ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو اظہار مکاید و مغالطات کادیانی کا ایک خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ لہذا وہ حسبۃً للہ و نصحاً لخلق اللہ گورنمنٹ اور مسلمانوں کی پبلک کو کادیانی کے مکر و فریب پر جو اس تجویز سے اُسنے پیش نظر رکھا ہے۔ آگاہ کرکے اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

مسلمانوں کی خدمت میں یہ گذارش کرتا ہے کہ جمعہ کی تعطیل باوجودیکہ بحق اسلام و اہل اسلام مفید ہے۔ اور جو شخص اوسکو مفید نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں۔ اسلام کا بدخواہ ہے اس قسم کی درخواست ہے کہ ایک عیسائی گورنمنٹ (جو اپنے مذہب کی نظر سے نہ کسی فریق رعایا کی رعایت سے اتوار کے دن تعطیل کرتی ہے۔ اور اپنے ہی مذہب نہ مذہب رعایا کے لحاظ سے اسکو ترک یا تبدیل نہیں کرسکتی۔ اور نہ اس تعطیل کے ساتھ وہ ایک ہفتہ میں بلحاظ مذاہب مختلفہ رعایا متعدد تعطیلیں منظور کرسکتی ہے۔) اسکی قبولیت و منظوری کی امید نہیں ہے۔

اس سے پہلے بارہا مسلمانوں نے اس مفید تجویز کا ارادہ کیا۔ مگر آخر یہی سوچ کر کہ ایک غیر اسلامی گورنمنٹ سے اسکی قبولیت کی امید نہیں۔ اس تجویز کو گورنمنٹ میں پیش نہ کیا۔ ہم کو خوب یاد ہے کہ انجمن ہمدردی اسلامی لاہور کے ایک جلسہ عام میں اس انجمن کے سکرٹری (خاکسار راقم مضمون) نے صرف اسقدر درخواست کرنے کی تجویز کو پیش کیا تھا کہ جمعہ کے

دن صرف ملازمین، فاتر، درجہ مدارس کو صرف ایک گھنٹہ اداء نماز جمعہ کے لیے اجازت ہے اور اس گھنٹہ کے عوض میں معمولی وقت حاضری سے پہلے یا پیچھے ان سے ایک گھنٹہ کام لیا جایا کرے۔ مگر میجارٹی (جمہور) کے اتفاق سے اس درخواست کی تجویز نامنظور ہوئی۔ اور یہی بات نہیں کی گئی کہ غیر مسلم گورنمنٹ سے اس درخواست کی قبولیت کی امید نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی خیال میں آئی۔ کہ مبادا اس درخواست کے منظور نہ ہونے سے پہلے حالت (کہ بعض مسلمان وقتاً فوقتاً افسران بالادست کی اجازت سے نماز جمعہ پڑھ لیتے ہیں) بھی ہاتھ سے جاتی رہے۔ **کادیانی** کو بھی اس بات کا **یقین ہے** کہ مسلمانوں کی یہ درخواست عیسائی گورنمنٹ سے قبولیت کی امید نہیں رکھتی۔ لیکن اوسکو تو اوسکی قبولیت سے کوئی کام نہیں۔ اوسکو تو اپنا نام حاصل کرنے اور ناواقف مسلمانوں سے خیرخواہ اسلام کہلانے سے کام ہے۔

اور چونکہ وہ درپردہ دشمن اسلام اور دہریہ ہے۔ اور موجودہ ہیئت اسلام و مسلمانوں کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ لہذا کچھ بعید نہیں کہ یہ درخواست اُسنے اسی غرض سے تجویز کی ہو کہ یہ درخواست گورنمنٹ سے نامنظور ہو تو موجودہ حالت (افسران بالادست کی خاص اجازت) بھی جاتی رہے۔ اور جمعہ جماعت کا بکھیڑا دور ہوتا نظر آوے۔

کادیانی نے جو اس درخواست کی منظوری کی **وجوہات** بیان کئے ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں کہ پہلے ہی پیشی میں منظوری کا حکم لے کر آدین۔ اس کی دفعہ ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ **کا خلاصہ** یہ ہے کہ "نماز جمعہ ہمارا مذہبی فرض ہے۔ اسی نظر سے اسلامی بادشاہ اس دن کی تعطیل کرتے چلے آئے ہیں۔ گورنمنٹ اتوار کو موقوف کرکے جمعہ کی تعطیل نہ کرے تو مسلمانوں کو آتش رشک میں جلنا پڑے گا۔ اور بصورت منظوری تعطیل جمعہ کے خطبوں میں گورنمنٹ کا ذکر دشکر ادا ہوگا"۔ اور یہ ایسی وجوہات ہیں جنکو مسلمانوں کا عیسائی گورنمنٹ میں پیش کرنا اپنی حماقت ظاہر کرنا ہے۔ یا گورنمنٹ کو نادان و نافہم بنانا۔

اگر ان وجوہات کے بیان میں مسلمان راست گو سمجھے جائیں گے۔ تو خود احمق کہلائیں گے۔ اور اگر وہ درد نکلو اور گورنمنٹ کو دھوکہ دینے والے خیال کئے جائیں گے تو اس بدگمانی کے محل ہوں گے کہ وہ گورنمنٹ کو نادان اور مسلمانوں کے دھوکہ میں آجانیوالی گورنمنٹ سمجھتے ہیں۔

کیا کوئی عقلمند مسلمان ایک عیسائی بادشاہ کو یہ کہہ سکتا۔ کہ حضرت سلطان روم جمعہ کی تعطیل کرتے ہیں تو آپ بھی کریں۔ اور ہم کو رشک میں نہ جلاویں۔ آپ تعطیل منظور کریں گے تو ہم جیسے سلطان روم کا ذکر خیر خطبہ میں کرتے ہیں آپکا بھی کرینگے۔ ؟ کیا اسکے جواب میں وہ بادشاہ نہ کہے گا کہ سلطان روم تو مسلمان ہے اور اسپر رعایت احکام اسلام واجب ہے۔ اور وہ عموماً مسلمانوں کا ایک خلیفہ یا امیر سمجھا جاتا ہے۔ اسلئے اُسکا ذکر خلافت و امارت مسلمانوں کا ایک مذہبی فرض ہے۔ اور میں مسلمان نہیں ہوں اور نہ امیر المؤمنین کہلاتا ہوں۔ مجھے تم سلطان روم کی نظیر بنا کر دھوکہ دیتے ہو یا اپنی احمق ظاہر کرتے ہو۔ اسلامی بادشاہوں کی تعطیل جمعہ پر تمکو رشک آتا ہے۔ تو ایک دن اُن بادشاہوں کے مذہب پر رشک کرو گے۔ اور مجھے مسلمان ہو جانے کی درخواست کروگے۔ رہی وجہ اوّل و سوم و چہارم سو بھی مضحکہ خیز ہیں اور وہ اس لائق نہیں کہ ایک دانا و مہذب گورنمنٹ ان کی طرف التفات کرے۔

وجہ اوّل کا خلاصہ یہ ہے کہ اتوار کی تعطیل میں گورنمنٹ نے ہندو اور عیسائی رعایا کی رعایت کی ہے اس وجہ (اوّل) کو گورنمنٹ خلاف واقعہ قرار دیتی ہے۔ اور صاف کہتی ہے کہ ہندوؤں کو تو تعطیل اتوار سے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ رہی رعایا عیسائی سو بھی تعطیل اتوار میں محل رعایت نہیں ہیں۔ گورنمنٹ اس دن کی تعطیل اور تعظیم اس دن سے کر رہی ہے جبکہ وہ ہندوستان پر قابض نہ ہوئی تھی۔ نہ کسی ملک کی رعایا کے فرمانروا نہ بنی تھی۔ اس دن کی تعطیل و تعظیم میں گورنمنٹ کو اپنے مذہب کی رعایت ہے نہ کسی فریق یا فرد رعایا کی۔

تیسری وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کی تعطیل کو رنمنٹ کو مخبری کا کام دیگی جو شخص باوجود تعطیل جمعہ کی نمازوں میں حاضر نہ ہوگا۔ کادیانی گورنمنٹ میں اسکی مخبری کرے گا۔ کہ وہ سرکار کا باغی ہے۔ گورنمنٹ کی سلطنت میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتا۔

یہ ہے تو ایک ایسی وجہ ہے کہ اسکو گورنمنٹ میں پیش کرنے والا پاگل کہلائے گا۔ اور وہ خود اپنی سلطنت تصور کیا جائیگا۔ اور اوس کی نسبت گورنمنٹ کا یہ خیال ہوگا کہ یہ ہماری وفادار رعایا کو باغی بنا کر رعایا اور فرمانروا میں بغض و عناد و فتنہ و فساد ڈالنا چاہتا ہے۔ کوئی عقلمند اور نیک نیت کسی شخص کو ایک حکم کی تعمیل ترک کرنے سے اس حکم کا منکر نہیں بنا سکتا۔ ایسے شخص کو منکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جو آپس میں پھوٹ و فساد ڈالنا چاہتا ہے۔

مسلمانوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے ہیں جو نماز نہیں پڑھتے۔ پھر کیا وہ منکر نماز سمجھے جاتے ہیں۔؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اتفاقی دار الاسلام بلاد اسلام خصوصاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جو جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ پانچوں وقت کی نماز ہضم کر جاتے ہیں۔ پھر کیا وہ فرضیت نماز کے منکر اور مکہ و مدینہ کو دار الحرب سمجھنے والے اور حضرت سلطان روم کے باغی تصور کئے جاتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

پھر کسی کا صرف نماز جمعہ میں حاضر نہ ہونے کے سبب وفادار رعایا کو باغی قرار دینا یا جی بنانا اور ہندوستان میں بناء بغاوت قائم کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

اس مخبری کے جواب میں گورنمنٹ یہ کہہ سکتی ہے کہ ہمارے پاس مخبری کرنے والے اور بہت ہیں خاص کر ایک محکمہ سیکرٹ پولیس (مخفی پولیس) اسی غرض سے قائم ہے جسکے ذریعہ سے باغیوں اور بدخواہوں سلطنت کا گورنمنٹ کو بخوبی علم ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ فضول ہے کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی امر میں گورنمنٹ پارٹ لیکر اس مذہبی امر کو مخبر بنا دے۔

علاوہ بریں جن مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان میں ادائے نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہ یہ خیال نہیں رکھتے کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔ کادیانی کتب فقہ سے جاہل ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ فقہاء نے بعض مواضع میں باوجود انکے دار الاسلام ہونے کے ادائے جمعہ کو فرض نہیں مانا۔ اور ایسی شروط کو شرط اداء جمعہ قرار دیا ہے۔ جو بعض مواضع دار الاسلام میں بھی پائی نہیں جاتیں۔ اور اسواسطے انکے نزدیک وہاں جمعہ فرض نہیں ہے۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

وجود مصر (یعنے شہر و تنفیذ احکام) وصحو و شرعیت وغیرہ جنکی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

اس جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ جن کتابوں میں یہ شرائط بیان ہوئی ہیں وہاں علیہ فرضیت ادائے جمعہ کی نفی کی گئی ہے۔ وہ کتابیں دار الاسلام میں تالیف ہوئیں۔ اور اون میں اپنے بلاد کا حکم نہ دار الحرب کا بیان کرنا مقصود تھا۔ اور جس وقت یہ ہندوستان کسی کے خیال میں بھی دار الحرب نہ تھا یعنے سلاطین مغلیہ کے زیر حکومت تھا۔ اسوقت اس ہندوستان میں ادائے جمعہ کی نسبت اختلاف ہوا تھا۔ پھر یہ جاہل بعض مسلمانان ہند کے جمعہ نہ پڑھنے سے کیونکر نکال

سکتا ہے کہ وہ اوسکو دار الحرب سمجھتے ہیں۔

وجہ چہارم کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا قیام لیں سہ دن کی تعطیلوں سے نصف سے کم ہیں۔ گورنمنٹ جمعہ کی تعطیل سے اس نقصان کو پورا کرے۔ یہ وجہ بھی ایسی ہے جس سے بجز حماقت پیش کرنے والے کے کچھ ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب گورنمنٹ سے یہ ملیگا کہ جمعہ کی تعطیل کرنے سے اسلامی تعطیلیں ہندوؤں کی نسبت کئی حصہ زیادہ ہو جائیں گی۔ پھر ہندوؤں کی طرف سے یہی سوال پیدا ہوگا۔ اور ان جمعہ کی تعطیل کو پھر منسوخ کرنا پڑے گا۔

وجہ پنجم جسکو پیش کرنے کا دیانی کا حال ناظرین نے سن لیا تو اس بیان کے یقین ہو سکتا ہے کہ یہ وجوہات ایسی ہیں کہ پہلے ہی پیشی میں اس درخواست کو نامنظور کر دیں گی۔ لہذا اسمیں کام نہیں کہ ان وجوہات کے ساتھ اس درخواست کو گورنمنٹ میں پیش کرے۔ اور مسلمانوں کو ذلیل کراوے۔ اور ہنسی بناوے۔ اور موجودہ رعایت اجازت کو بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

گورنمنٹ کے حضور میں یہ مودبانہ التماس ہے کہ کادیانی کے اس دعوے مجنونی پر گورنمنٹ اسکو خیر خواہ سلطنت نہ سمجھے۔ اور اسکے ان کارستانیوں جو سول ملٹری۔ در اشاعت گمنتہ نے گورنمنٹ کے حضور میں پیش کی ہیں چشم پوشی نہ کرے۔ اور اسکے دعوے خیر خواہی پر گورنمنٹ اس سے یہ سوال کرے۔ کہ اگر تم خیر خواہ سلطنت ہو اور بغاوت گورنمنٹ سے بری ہو تو تمہاری یہ گیارہ دی ہشت سالہ سے کیا غرض ہے۔ اور تمہارے اس فقرہ صفحہ ۱۰ کتاب دافع البلاء کے جب تک قرآن ہو جاوے ہر ملک حقیقی و اصیار ہے کہ جو بلا توسط اس کے فرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور انکی جانوں کو معرض عدم میں لاوے اور یا کسی سول کے ساتھ یہ تعلق قہری اٹھاوے۔ کیا معنی ہیں مگر اس کے وقت اپنے ملک و سلطنت کے وفادار اید وکیٹ ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو بھی منسوخ کرے۔ پھر دیکھے کہ اس سوال کے جواب کادیانی سے دعوے خیر خواہی۔ اور مبنی بغاوت کا دیانی کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا ہونا۔

تیسری چال اس کی اور دیکھو۔ آپنے ایک جلسہ تحقیق مذاہب کا اشتہار دیا ہے۔ اور اسمیں یہ بیان کیا ہے کہ یہ جلسہ قادیان میں منعقد ہوگا۔ اور اسمیں نو مذاہب مخالفہ اسلام۔ موسوی۔ عیسائی۔ آریہ۔ برہمو۔ تھیوسوفی۔ جین۔ بدھ۔ سناتن دھرم۔ دہریہ۔ فلاسفر کے فاضلوں کو جو اپنے مذہب کے زبانیں۔ عبرانی۔ سنسکرت وغیرہ سے واقف ماہر ہوں

تشریف لائیں گے۔ اور اسلام کی طرف سے خود بدولت (کادیانی صاحب) پیش ہونگے۔ اور یہ جلسہ ایک مہینے تک رہے گا۔ اور آنے والوں کا خرچ مہمان داری و کرایہ مکانات فرد کش ہونے کا کادیانی کے ذمہ ہوگا۔ اور جو صاحب کرایۂ آمد و رفت چاہیں وہ بھی کادیانی دے گا وغیرہ وغیرہ۔ نہ معلوم نہیں موضع قادیان میں کرایہ کا مکان بجز مکانات کادیانی کون سا ہے جسمیں لوگ فرد کش ہونگے

ناظرین! آپ جانتے ہیں کہ کادیانی اس جلسہ کے تجویز میں یہ کیا چال چلا ہے۔؟ **اے حضرات!** اینہمہ از بہر آنست کہ زرے طلبد۔ اس سے آپ کا اصل مقصود صرف یہ ہے کہ اپنے دام افتادہ احمقوں (جو عقل کے اندھے اور کانٹھ کے پورے ہیں) سے اخراجات مہمانداری و کرایۂ مکانات و آمد و رفت کے بہانہ سے ٹکے وصول کرے۔ و بس سوائے اس امر کے اس اشتہار سے کوئی نتیجہ نہ نکلیگا۔ اور ہرگز نہ نکلیگا۔

کادیانی کو خود اس امر کا ایسا **یقین ہے** (جیسا کہ دو اور دو چار ہونے کا یقین ہوتا ہے) کہ کادیانی کی دعوت پر نہ کوئی بمبئی یا کلکتہ سے عبرانی دان یہودی آوے گا۔ نہ چین یا برہما سے مذہب بدھ کا فاضل اور نہ یوروپ کے دہریوں سے کوئی فلاسفر اور نہ ہندوستان و پنجاب سے کوئی برہمو یا آریہ وعلے ہذا القیاس۔

اس یقین کیوجہ کا بھی کادیانی کو علم و یقین ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مجھے بہت لوگ جھوٹا و فریبی جانتے ہیں۔ اور بہتیرے پاگل سمجھتے ہیں۔ ایسا کم سے کم کوئی ایک بھی نہیں جو مجھے مخاطب صحیح سمجھتا ہو۔ اور عالم و فاضل و محقق اور طالب حق سمجھ کر مجھ سے مباحثہ اور احقاق حق کا خواہاں ہو کر میرے گھر پر آوے۔

یہ یقین اوس کو **اس تجربہ** کے ذریعہ سے **حاصل ہوگیا ہے** کہ اسنے بارہا لوگوں کو اپنے مقابلہ کے لئے اشتہار دیئے ہیں۔ اور ان اشتہاروں میں علاوہ زاد راہ کے سال بھر تک دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ دینے کی بھی وعدے کئے مگر اکثر لوگوں نے اسکو فریبی یا پاگل سمجھ کر اسکے اشتہاروں کا جواب تک نہ دیا۔ بعض نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ ہمنے تیرے اشتہار کو آگ میں ڈالدیا ہے۔ بعض نے ایسا ہی کچھ اور سنایا۔

اس تجربہ سے اوسکو **یہ یقین ہوگیا ہے**۔ اسلئے اُسنے بے دھڑک یہ اشتہار جلسۂ تحقیق مذاہب

جاری کر دیا ہے۔ جس سے وہ مقابلہ مخالفین سے تو بے فکر ہے۔ اور اس امر کی امید رکھتا ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نہ کچھ روپیہ وصول ہو ہی جائیگا۔ وہ سمجھتا ہے کہ ہمارے مخالف مولوی ہزار بار عام لوگوں کو ہمارے فریبوں پر آگاہ کریں۔ مگر جہاں احمقوں سے خالی نہیں ہے۔ نہ کبھی ہوا ہو اور نہ آئندہ ہوگا۔ **شیخ چلی مر گیا ہے** تو کیا ہوا۔ اُسکے ذریات کا تو اختتام نہیں ہوا۔ **اس غرض** حصول زر کے سوا اس اشتہار کا کوئی نتیجہ نکلے تو ہماری پیشگوی کی غلطی کی جو مالی سزا کادیانی تجویز کرے ہم بھگتنے کو حاضر ہیں۔ اور اگر ہمارا کہنا درست نکلے تو آئندہ کادیانی لن ترانیاں ہانکنے اور اس ذریعہ سے عام مسلمانوں کو (حمقا اتباع کادیانی کا ذکر نہیں) دام میں لانیکا خیال دماغ سے نکال دے۔ امام محدث دارقطنی نے بغداد والوں کو کہا تھا کہ یا اھل بغداد لا تطمعوا فی الکذب علی رسول اللہ صلعم ما دمت حیًّا۔ یعنے اے بغداد والو جب تک میں زندہ ہوں تم آنحضرت صلعم پر جھوٹی حدیثیں وضع کرکے افترا کرنے کی طمع نہ رکھو میں بھی بتاسی قول دارقطنی کادیانی کو کہتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ عام مسلمانون کو دہوکھ دینے اور دام میں لانے کی طمع چھوڑ دیں۔

اب ہم کادیانی سے ایک سوال کرتے ہیں اور اُسپر اس تیسری چال کے بیان کو ختم کرتے ہیں کہ بفرض محال یہ جلسہ منعقد ہو گیا۔ اور مذاہب تسعہ مذکورہ کے فاضل چین برہما یوروپ وغیرہ بلاد سے جمع ہو کر کادیانی کے مقابلہ کے لئے مستعد ہو کر اس امر کے مستفسر ہوئے کہ آپ جو اسلام کی طرف سے وکیل ہو کر ہم سے مخاطب ہوتے ہیں اور مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس اس امر کی کیا دلیل و دست آویز ہے۔ کہ آپ مسلمانونکے وکیل ہیں۔ اور آپکے ساختہ پرداختہ کو مسلمان اپنا ساختہ پرداختہ سمجھیں گے۔ اسلامی دنیا میں تو یہ مشہور ہے کہ آپ باضابطہ مسلمانوں کے گروہ سے خارج کئے گئے ہیں۔ اور پشاور سے کلکتہ و مدراس و بمبئی تک آپ کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے پر اسلام کے مختلف فرقونکے علما فتوے لگا چکے ہیں۔ تو اسکے جواب میں آپ کیا فرمائینگے؟ کیا صرف یہی کہ ہمکو **حکیم نورالدین** جمونی بہیروی نے کافر نہیں کہا۔ یا **منشی محمد احسن** امروہی بہوپالی نے رسالہ تحذیر میں ہمکو کفر سے بچا لیا ہے۔ اسکے جواب میں وہ پہر اسی فتوے کو پیش کرینگے اور کہینگے کہ وہ بہی آپ کی متابعت کے سبب اسلام سے خارج ہو چکے ہیں اسکے جواب میں آپ کیا ارشاد فرمائینگے۔ بیّنوا۔ توجروا

188

اس کی چوتھی نئی چال اور دیکھو پادری فتح مسیح مشنری فتحگڈہ سے

کادیانی نے نقل کیا ہے کہ اسنے ایک خلیفہ کادیانی کو کہا کہ عبداللہ آتھم کی موت کے متعلق پیشگوئی کادیانی کو سچی جاننے والی ایک حقیر جماعت اتباع کادیانی ہے جسکی تعداد چار پانچ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ آدمی ہونگی۔ پہر اسکے جواب میں کہا ہے کہ وہ (پادری) کسقدر ایسے آدمیون کے دستخط چاہتے ہیں جو اسبات کا اقرار کرتے ہوں کہ درحقیقت یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اور اگر ہم پندرہ سو یا دو ہزار یا تین ہزار یا چار ہزار کے دستخط کرا دینگے تو اُنکا دعوے باطل ہوگا یا نہیں؟

ناظرین! کیا آپ جانتے ہیں کہ اس چال سے کادیانی کی کیا غرض ہے؟ اے **حضرات** یہ غرض اس سیاہی کو دہونا ہے۔ جو عبداللہ آتھم کے فوت نہ ہونے سے آپکے مُنہ مبارک پر جمی ہوئی ہے۔ اور اس لعنت کے طوق کو اپنے گلے سے اُتارنا جو اسدن سے زیب گلو ہو رہا ہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے پہر وہ فتوحات مالی جاری ہون جو اس پیشگوئی کے جھوٹا ہونے سے مسدود ہو رہی ہیں۔

حضرات! ہم اس مضمون میں سے اس نئے پادری کی تصدیق و تائید نہیں کرتے اور نہ اسکا یہ بیان کہ اس پیشگوئی کو سچی جاننے والی جماعت کادیانی میں صرف پندرہ آدمی ہیں لایق تصدیق ہے۔ اور نہ یہ شخص کسی اور بیان میں مسلمانوں کی تائید کے لایق ہے یہ شخص جب سے نیا پادری بنایا گیا ہے تب سے آنحضرت کی عالیجناب میں ناپاک الفاظ استعمال میں لاتا ہے۔ اور یہ اپنی معمولی باتوں میں بہی راست گوئی کا ملتزم نہیں ہے۔ ہم سے اِسکی خط و کتابت ہوئی تو اسمیں اوس نے راستی و دیانت سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ اس خط و کتابت کے درج رسالہ ہونے سے[1] ناظرین کو یقین ہوگا۔ لہذا ایسا شخص اس لایق نہیں کہ کوئی مسلمان اسکی تائید کرے بلکہ اس لایق ہے کہ ہر مسلمان اسکی واجبی خدمت گذاری کرے۔

بلکہ اس مقام میں ہم کو یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس تعداد کے بیان میں جیسا کہ یہ نیا پادری جھوٹا ہے ویسا ہی کادیانی جھوٹا ہے۔ اور اس دروغ کے سبب **ہر دو ملامت** کے مستحق ہیں۔ **نیا پادری** اسلئے کہ اُسنے کادیانی کی جماعت کے یا اس جماعت میں پیشگوئی کو سچی جاننے والونکی تعداد بہت کم بتائی ہے۔ حمقاء اتباع کادیانی جو اس پیشگوئی کو سچا جانتے ہیں سو سے بہی زیادہ ہیں۔

[1] یہ خط کتابت رسالہ مین بصفحہ ۳۵۳ وغیرہ درج ہو چکی ہے۔ اسکو اس نئے پادری نے اخبار نور افشان مین درج کرایا تو اسمین بہت تصرف کیا۔ ازانجملہ یہ کہ اپنے خط مورخہ ۲۹ جولائی ۹۴ء کے آخری فقرہ کو خود برد کرکے اسکا جواب جو ہمارے طرف سے تہا اخبار مین نہ چہپوایا۔

اور کادیانی اس لئے کہ اوس نے جھوٹ کا تودہ طوفان باندہ دیا۔ اس قدر تعداد کے بیان میں جھوٹ کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔

اس نفی سے ہماری یہ مراد نہیں کہ وہ چار ہزار آدمیوں کے نام لکھ کر مشتہر نہیں کر سکتا نام تو وہ دس ہزار اشخاص کے گن سنا ئیگا راہ۔ بالکوٹ کے باشندے۔ اور بیرہ خوشاب کے لوہار ونائی۔ اور جہلم کے جُہلا۔ اور ضلع گوجرانوالہ کے سفہاء۔ فجا۔ متا۔ نورا۔ کتا۔ تانا۔ کیما۔ حسو۔ للو۔ کلو وغیرہ کو ان ناموں کا مصداق بھی دکھا دیگا۔

ہماری مراد اس نفی سے یہ ہے کہ وہ اس تعداد کے ایسے لوگوں کو پیش نہیں کر سکتا جو قانون شریعت یا عدالت کے رو سے شہادت میں قبول کئے جانیکے لائق ہوں۔

ہم کادیانی سے اس قسم کے لوگ اور اہل اسلام سے نہیں چاہتے اور اسقدر کے تعداد کی بھی اوسکو تکلیف نہیں دیتے بلکہ خاصکر اسی کے اتباع و معتقدین میں سے بجائے چار ہزار صرف چار اشخاص کی شہادت پر اکتفا کرتے ہیں اگر وہ ایک جلسہ عام اہل اسلام میں بالاتفاق حلف کے ساتھ شہادت دینگے کہ پیشگوئی متعلق موت آتھم سچی ہوگئی ہے تو ہم ان چار کی شہادت کو آپکو اتباع سے چار ہزار کی شہادت تسلیم کرینگے۔ اور کادیانی کو اس دعوے میں سچا اور اس تعداد کے بیان میں صرف نئے پادری کو جھوٹا کہینگے۔ وہ چار اشخاص یہ ہیں۔

(۱) آپکے خلیفہ اول حکیم نورالدین صاحب بھونی بھیروی۔

(۲) آپ کے خلیفہ دوم منشی یا مولوی محمد احسن صاحب امروہی بہوپالی۔

(۳) آپ کے بڑے مالی حواری (مددگار) خانصاحب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔

(۴) آپ کے چھپے حواری حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر یا انکی جگہ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ یا منشی عبدالحق صاحب نپشنر۔ یہ چاروں حضرات بالاتفاق اس پیشگوئی کو سچا کہیں گے تو ہم کادیانی کے اس دعوے کو مان لینگے۔

یہ چاروں حضرات یا ان میں سے کوئی صاحب اس پیشگوئی کو سچا کہنے سے انکار کرینگے۔ تو ہم چار اشخاص اور یا کسی ایک منکر کی جگہ ایک اور صاحب کو منتخب کرینگے۔ وعلے ہذا القیاس اس ترتیب و ترکیب سے اتباع کادیانی سے جملہ منجملہ اشخاص اس پیشگوئی کے منکر ثابت ہونگے۔ اور

اس سے کادیانی صاحب اپنے اس دعوے میں جھوٹے ٹھیرینگے۔

حضرات ناظرین ہم کو امید نہیں کہ کادیانی صاحب ان چاروں حضرات یا اور سنجیدہ اشخاص کو اس شہادت میں پیش کریں۔ یا انکا انکار اس شہادت سے پیش کرکے اور لوگوں کے انتخاب کی اجازت دیں۔ اسلئے ہم آپ صاحبوں کی اطلاع کے لئے اس راز کو آشکارا کرتے ہیں کہ تیسرے صاحب (**خالصا صاحب محمد علی خان**) اس پیشگوئی کو ایک مجلس خاص اتباع کادیانی ساکنان لودہانہ میں چھوٹا لکھ چکے ہیں۔ اور یہ بات لودہانہ میں کس کو نا کس کو معلوم ہے وہ ہرگز اس شہادت میں شامل نہ ہونگے۔ ایسا ہی خلیفہ **اول کادیانی حکیم** صاحب بھی ایک کارڈ میں اس پیشگوئی کو جھوٹا لکھ چکے ہیں۔ وہ بھی امید ہے کہ اس شہادت کی طرف رخ نہ کرینگے **ان دونو** صاحب کی شہادتِ خلاف اور اشخاص جماعت کادیانی کے دو ہزار اشخاص کے برابر ہے اسکے مقابلہ میں کادیانی کے دو ہزار کی شہادت تو کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ وبے اعتبار ہے۔ دو ہزار سے زیادہ اشخاص وہ گن سنائیگا۔ تو ہم دو اشخاص ایسے ہی اور پیش کرینگے۔ ذیل میں وہ کارڈ نقل کیا جاتا ہے۔ جو **خلیفۂ اوّل** کادیانی نے بابو **غلام محی الدین** صاحب کلرک دفتر لوکو سپرنٹنڈنٹ ریلوے لاہور کے نام ۱۵۔ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام بہاولپور سے لکھا تھا۔ اور وہ بعینہ ہمارے پاس موجود ہے۔

وہ یہ ہے

السلام علیکم۔ پیشگوئی میرے خیال میں پوری نہیں ہوئی۔ اب اسکا کیا سر ہے۔ انشاء اللہ ہے چند روز کے بعد میں ظاہر کرینگا۔ انشاء اللہ چند روز تامل فرمادیں۔ میں کسی کام میں جلدی کو پسند نہیں کرتا۔ **نور دین** از بہاولپور۔ دولت خانہ۔

ناظرین ان دو شہادتوں کو بانصاف سے پڑھیں۔ اور داد انصاف دیکر کہیں کہ کادیانی دعوے شہادت پندرہ سو یا پندرہ ہزار میں کس قدر رہتی ہے۔ **یہ حضرت** اقدس (الکذب) دجال اکبر کی **نئی چالوں کی چار مثالیں** ہیں۔ اب **ایک مثال** آپ کے نائبین **دجاجلہ** کی بھی ناظرین سن لیں۔

آپ کے خلیفہ اول **حکیم نور الدین** صاحب اور خلیفہ دوم **میاں کریم بخش** صاحب سابق ٹیچر امریکن مشن سکول سیالکوٹ نے (جنکو کادیانی نے مولوی عبدالکریم صاحب کا خطاب

دیا ہے۔ جیسے اُسنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود کا لقب دیا جلسے۔ اور ایک نے دوسرے کے ساتھ ؎ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ پر عمل کر رکھا ہے) ملکر علماء مسلمین کے نام عموماً اور خاکسار کے نام خصوصاً ایک اشتہار جاری کیا ہے جسمیں یہ درخواست اور تحدی ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ یا کسی اور جلسہ میں لاہور جیسے مقام مشہور میں ہمسے بالمقابلہ فضائل اسلام کے بیان میں تقریر کریں یا لکچر دیں۔

ناظرین کیا آپ جانتے ہیں کہ ان حضرات نائبین دجال اکبر کا اس چال سے مقصود کیا ہے اور دونو صاحبوں نے ملکر کیوں اشتہار جاری کیا ہے۔؟

حضرات! اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے **تین** دفعہ یہ خاکسار ذرہ بیمقدار محض بتائید ملک جبار و قہار حکیم صاحب کو زک دیکر بھگا چکا ہے **ایک دفعہ** ۱۸۹۱ء میں ایک مجمع علماء لاہور میں عرصہ دو گھنٹہ میں آپ کو ملزم کیا۔ پھر آپ راجہ جموں کی ملاقات کے بہانہ سے تیسرے پہر گفتگو کرنے کا وعدہ کر کے بھاگے۔ اور پھر سامنے نہ آئے اور لودہانہ جا پراجی دانکر آپ کو تار کے ذریعہ سے بلوایا گیا۔ تو آپ نے کادیانی کو پیش کرنا چاہا۔ آخر وہ بھی مقابلہ میں نہ آیا۔ اور نہ مباحثہ وقوع میں آیا اسکی تفصیلی کیفیت رسالہ نمبر ۱ و ۲ جلد ۱۳ میں صفحہ ۱۲ ہو چکی ہے۔

دوسری دفعہ ۱۸۹۳ء میں ریل کے سفر میں آپ قابو میں آگئے۔ اور لاہور سے امرتسر پہنچنے تک پیچھے رہے۔ آخر ساکت ہوئے۔ اور ریل گاڑی سے اُتر کر جان چھوڑائی۔ اسکا حال بیان رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ صفحہ ۱۳ میں چھپ چکا ہے۔

تیسری دفعہ میں ریل گاڑی میں آپ قابو آئے۔ مگر گفتگو سے صاف انکاری ہو کر مقام پھلور میں فراری ہو گئے۔ اسوجہ سے آپ اپنے شاگرد رشید کریم بخش کو باوجودیکہ وہ ظاہری و باطنی اعضاء وقویٰ میں معذور بھی ہے۔ برطبق مشہور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ساتھ لیکر میدان میں نکلے ہیں۔

یہ تو اُنکی ہیبت کی وجہ ہے اب **مقابلہ کی خواہش کی وجہ** سنو۔ اس اشتہار میں آپ نے اپنے اُن مسائل میں جنمیں مباحثہ کرنے سے بھاگے تھے۔ مقابلہ نہیں چاہا۔ بلکہ قدیم اسلام کے فضائل بیان کرنے میں مقابلہ چاہا ہے۔ **اسکی وجہ یہ ہے** کہ آپ کے مسائل مذہب کادیانی نے تو آپ کو اور آپ کی جماعت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ علمائے ہندوستان و پنجاب نے

آپ لوگوں پر فتوے کفر لگا رکھا ہے۔ اب آپ ان مسائل کفریہ کو عام مجمعوں میں چھپانا اور بجائے ان مسائل کفریہ کے اتفاقی مسائل اسلام بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں مسلمان کہلائیں اور اس سیاہی کو جو فتوائے تکفیر نے آپ پر لگا رکھی ہے دھو ڈالیں مگر خاکسار چونکہ آپ کی نبض کو خوب پہچانتا ہے۔ لہذا وہ آپکے اس تقیہ و نفاق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اس غرض میں آپ کو کامیاب ہونے نہیں دیتا۔

پس بجواب آپ کے اشتہار کے عرض رسان ہے کہ میاں کریم بخش صاحب کو تو میں کیا کوئی اہل علم مخاطب صحیح نہیں سمجھتا۔ ہاں آپکے مقابلہ کے لئے حاضر ہوں۔ جسوقت چاہیں اور جس جگہ (بجز قادیاں) کہ وہ دار الشیطان ہے۔ اور بقول کادیانی[1] (یزیدیونکا مکان) آپ چاہیں خاکسار کو بلالیں خاکسار آپکے مقابلہ میں تقریر کرنے کو لکچر دینے کو آپ سے مباحثہ کرنے کو حاضر ہے مگر ایسا ہرگز نہ ہونے پائیگا کہ آپ تقیہ اختیار کرکے اپنے مسائل کفریہ مذہب کادیانی کو چھپائیں اور قدیم اسلام کے اصول و مسائل کے اظہار سے اپنے اسلام کو حاضرین پر ظاہر و ثابت کریں۔ جیسا کہ کادیانی نے مباہلہ صوفی **عبد الحق غزنوی** میں کیا تھا۔ اور اس ذریعہ سے بعض مسلمانوں کو مونڈ لیا۔ بلکہ آپ جن مسائل میں کچھ کہنا چاہینگے۔ اور ان میں طلاقت و لیاقت دکھائینگے۔ وہ خاصۃ و مجردۃً آپ کے مسائل مذہب کادیانی ہونگے۔ اور اُنکے جواب میں اسطرف سے بھی ان ہی مسائل میں کچھ عرض کیا جائیگا۔ یہ شرط منظور ہے تو بسم اللہ آئیے۔ اور جہاں چاہیئے خاکسار کو بلائیے۔

حضرات اس تحریر کے چھپنے میں توقف نظر آتا تھا اسلئے خاکسار نے اس اشتہار کے جواب میں حکیم صاحب کے نام ایک قلمی خط بذریعہ رجسٹری ۱۶ تاریخ جنوری ۱۸۹۶ء کو روانہ کر دیا تھا۔ اس خط کے جواب میں حکیم صاحب کا کارڈ بھی آیا۔ مگر اسمیں قبولیت مباحثہ و مقابلہ کی نسبت ایک حرف تک نہیں لکھا۔ اس خط کے مضمون میں مباحثہ کے جواب میں لکھا تو صرف یہ لکھا ہے کہ کریم بخش کا نام حسین بخش کیا سے بہتر ہے۔ جسکا جواب ترکی بترکی دیا گیا آج ایک کارڈ حکیم صاحب کا متضمن مطالبہ کتاب مطالب عالیہ آور آیا ہے۔ اسمیں بھی قبولیت مباحثہ کا حرف نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکیم صاحب کا وہ اشتہار صرف گیدڑ سبکی تھا۔ آپ کو بالمقابلہ تقریر کرنی منظور نہیں ہے۔

[1] صفحہ ازالہ کادیانی ملاحظہ ہو۔

ذیل میں خط وکتابت نقل کیجاتی ہے جو اندنوں حکیم صاحب سے ہوئی

بٹالہ ۱۶ جنوری ۱۸۹۶ء

مشفقی حکیم نور الدین صاحب

سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آپکا اشتہار اور آپکے پیر و مرشد (ظاہری) کادیانی کے چند اشتہارات جسروز مینے وصول کئے۔ اُسی روز انکے جوابات تحریر کر دئے۔ وہ چھپکر آپکے پاس پہنچینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ شاید ان کے چھپنے مین دیر ہو۔ اسلئے آپکے اشتہار کے جواب کا خلاصہ قلمی ارسال کرتا ہون۔ کریم بخش سابق ٹیچر اسکول سیالکوٹ کو (جو مولوی عبد الکریم کہلاتا ہے) تو مین مخاطب صحیح نہین سمجھتا۔ آپکے مقابلہ مین تقریر کرنے کو لکچر دینے کو آپ سے بحث کرنیکو ہر وقت اور ہر جگہہ (بجز قادیان) تیار ہون۔ جہان آپ چاہین مجھہ سے مقابلہ کرلین۔ بشرطیکہ آپ مذہب نیچری کادیانی کے مسائل جو رسائل کادیانی فتح۔ توضیح ازالہ۔ وساوس۔ حمامہ وغیرہ مین بیان ہوئے ہین بیان کرین۔ اور انکا رد مجھہ سے سُنین اور اگر آپ تقیہ و نفاق کے طور پر صرف وہ قدیم مسائل بیان کرین جو اہل اسلام کے مسائل و عقاید ہین اور اپنے مذہب نیچری کادیانی کے مسائل کو زبان پر نہ لادین تو اسکے مقابلہ مین کسی مسلمان کو کچھہ کہنا ضروری نہین ہے۔ اور اپنے علم و تقریر و لیاقت و خوش بیانی کی نمایش اور ریا مسلمان کا کام نہین ہے۔ آپکا پرانا خدمتگذار۔ ابو سعید محمد حسین۔

اسکا جواب حکیم صاحب کی طرف سے۔

کریم بخش حسین بخش سے بہر حال بہتر ہے۔ نور دین۔

اسکا جواب خاکسار کی طرف سے۔

مشفقی حکیم صاحب! سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ کریم بخش کے صرف نام پر اعتراض نہ تہا بلکہ اوسکو مولوی کہلانے پر۔ اس اعتراض کو حسین بخش کا نام نہین اوٹھا سکتا جبتک حسین بخش کے خداداد علم مین کریم بخش شریک و مماثل نہو۔ آپنے یہ نہ سوچا اور جواب لکھہ مارا۔ اس سے اپنے میرے اوس گمان کو مصدق و محقق کہا کہ آپ لوگون مین صحبت کادیانی کی برکت سے فہم۔ انصاف۔ للاہیت۔ وحقانیت کا شمہ نہین ہے جو ہے نفسانیت جہل جدل عناد۔ وغیرہ ہے۔ اس غلام کا شکریہ آپکی کل جماعت پر واجب ہے۔ قبولیت مباحثہ۔ اور تقریر بالمقابلہ کا جواب آپنے نہ دیا۔ کیا پہر بھاگے جیسے ایکدفعہ لاہور مین۔ اور دو دفعہ ریل مین بھاگے تہے۔ ابو سعید محمد حسین

اسکا جواب نہین آیا۔ اور نہ آئیگا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ +

Digitized by Khilafat Library Rabwah.